بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

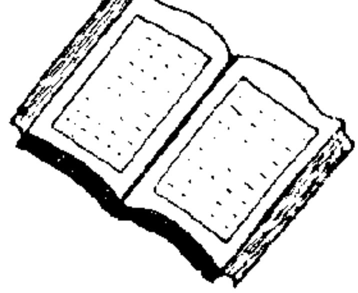

جمال و حسن قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

مارچ ۱۹۶۷

الفرقان

مقالات کی مختصر فہرست

۱ - خلفاءراشدین عوام کے مطاع ہیں نہ کہ ان کے سامنے جوابدہ — صفحہ ۱
۲ - تفسیر آیت لقد علمت مالنا فی بناتک من حق — " ۵
۳ - شذرات صفحہ ۷ — ۴ - سفر مشرقی پاکستان کے تاثرات — " ۹
۵ - مسیحی رسالہ مسلم ورلڈ کے اعتراض کا جواب — " ۱۷
۶ - حاصل مطالعہ صفحہ ۲۳ — ۷ - ڈاکٹر ڈوئی آف امریکا کی ہلاکت کی پیشگوئی " ۲۶
۸ - قوت خیال - سرچشمہ عزم و عمل — " ۴۰

مدیر مسئول
ابوالعطاء جالندھری

سالانہ چندہ پاکستان و بھارت ۶ روپے
" " دیگر ممالک ۱۳ شلنگ
قیمت فی کاپی ۶۰ پیسے صرف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد ۱۷ شمارہ ۳ | ماہنامہ **الفرقان** ربوہ — مارچ ۱۹۶۷ء — | ذوالحجہ ۱۳۸۶ ہجری قمری، امان ۱۳۴۶ ہجری شمسی

خلفاءِ راشدین کا مقام!

عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ (حدیث نبوی)

خلفاءِ راشدین عوام کے مُطاع ہیں نہ کہ انکے سامنے جوابدہ!!

(۱)

اسلامی نظام کے مطابق اللہ تعالیٰ کے بعد انسانوں میں سے نبی کی اطاعت کا مقام ہے۔ نبی کو اللہ تعالیٰ براہ راست خود وحی کے ذریعہ مبعوث فرماتا ہے نبی کی وفات کے بعد ایک عرصہ تک جو مومنین کی حالت شکر و انقیاد کے مطابق لمبا اور چھوٹا ہو سکتا ہے **خلفاءِ راشدین** کا دَور ہوتا ہے جو بظاہر اہل ایمان کی آراء اور ان کے مشورہ سے منتخب ہوتے ہیں۔ مگر دراصل وہ **خدائی انتخاب** ہوتا ہے جو مومنوں کے شکستہ و گداختہ دلوں کی آواز اور الٰہی مشیت سے ہوتا ہے۔ یہ خلفاء راشدین نبی کے **اظلال** اور اس کے مشن کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے والے ہوتے ہیں اسی لئے خلافت کو نبوت کا تتمہ کہا جاتا ہے اور ہر نبوت کے بعد سلسلۂ خلافت کو لازمی قرار دیا گیا ہے۔ جب کسی مامور کی جماعت خلافتِ راشدہ کی نعمت سے محروم ہو جاتی ہے اور ان میں خلفاء راشدین کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے تو پھر ملوک و سلاطین اور امراء کا دَور شروع ہوتا ہے جسے دَورِ بادشاہت کہتے ہیں۔ اسلامی نظام میں حکومت ایک **امانت** ہے جو انتخابی طریق سے اہل لوگوں کے سپرد ہونی چاہیئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمَانَاتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ (النساء) کہ تم کو حکم دیا جاتا ہے کہ امانتوں کو اپنی مرضی سے ان کے اہل کے سپرد کرو اور جب تم لوگوں کے معاملات میں فیصلہ کرو تو بالکل انصاف سے فیصلہ کرو۔

اسلامی تعلیم کے مطابق انبیاء[1] خلفاءِ راشدین[2] اور مسلمان بادشاہ[3] حسب مراتب واجب الاطاعت ہیں۔ اپنے اپنے دائرہ میں انکی اطاعت فرض اور ضروری ہے اور انکا مقابلہ کرنا منع اور گناہ ہے۔ اسلامی اصطلاح میں انبیاء کی اطاعت سے سرکشی کفر ہے خلفاء راشدین کی اطاعت سے انحراف **فسق** ہے اور

مسلمان بادشاہوں کا مقابلہ بغی کہلاتا ہے۔ انبیاء کو اللہ تعالےٰ براہِ راست بلا توسط خود کھڑا کرتا ہے۔ انکا مقام سب سے اونچا ہوتا ہے۔

(۲)

خلفاءِ راشدین کے تقرر کو بھی اللہ تعالیٰ نے اپنا خاص فعل قرار دیا ہے۔ فرمایا لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ کہ خلیفہ خدا بناتا ہے، وہی انکی تائید و نصرت فرماتا ہے، ان کے دین کو تمکنت بخشتا ہے اور ان کے خوف کو امن سے بدلتا ہے (سورۂ نور ع ۷)۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانؓ سے فرمایا إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ مُقَمِّصُكَ قَمِيصًا فَلَا تَخْلَعْهُ (مسند احمد بن حنبل جلد ۶ ص ۷۵) کہ اے عثمان! اللہ تعالےٰ تجھے خود ایک کرتہ (ردائے خلافت) پہنائیگا تم لوگوں کے کہنے سے اسے مت اُتارنا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:۔

"آنحضرت صلعم نے کیوں اپنے بعد خلیفہ مقرر نہ کیا۔ اس میں بھی یہی بھید تھا کہ آپؐ کو خوب معلوم تھا کہ اللہ تعالیٰ خود ایک خلیفہ مقرر فرمادیگا کیونکہ یہ خدا ہی کا کام ہے اور خدا کے انتخاب میں نقص نہیں۔" (الحکم ۱۴ راپریل ۱۹۰۸ء)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خلیفہ مقرر ہونے کے بعد پہلے خطبہ میں فرمایا:۔

"وقد استخلف اللّٰه عليكم خليفة ليجمع به الفتكم ويقيم به كلمتكم"

ترجمہ۔ لوگو! اللہ تعالیٰ نے خود تمہارے لئے خلیفہ مقرر کردیا ہے تا وہ تمہاری وحدت کو قائم رکھے اور تمہاری باہمی الفت کو پائدار بنائے۔" (ازالۃ الخفاء مقصد ۲ صفحہ ۵)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ نے فرمایا:۔

"مَیں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے بھی خدا نے ہی خلیفہ بنایا ہے۔" (بدر ۴/۱۱ جولائی ۱۹۱۲ء)

پھر آپؓ نے مرض الموت میں بطور وصیت فرمایا:۔

"خلیفے اللہ ہی بناتا ہے میرے بعد بھی اللہ ہی بنائیگا۔" (اخبار پیغام صلح ۲۴ فروری ۱۹۱۴ء)

پس خلفاءِ راشدین کو بھی درحقیقت خدا ہی خلیفہ بناتا ہے اور اس انتخاب میں کوئی نقص نہیں ہوتا۔ پس از روئے قرآن و حدیث خلفاءِ راشدین کا مقام یہ ہے کہ وہ رسول کے ظِلّ ہوتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:۔

"چونکہ خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہوسکتا ہے جو ظلّی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو۔ اس واسطے رسول کریم صلعم نے نہ چاہا کہ ظالم بادشاہوں پر خلیفہ کا لفظ اطلاق ہو کیونکہ خلیفہ درحقیقت رسول کا ظِلّ ہوتا ہے۔"

(شہادت القرآن ص ۵۷)

ظاہر ہے کہ اس مرتبہ پر فائز بزرگ اُمت کے مطاع ہوں گے نہ کہ عوام کے سامنے جواب دہ۔

(۳)

قرآن مجید میں بھی اولوا الامر کے واجب الاطاعت ہونے کا ذکر ہے اور سورۂ نور میں خلفاءِ راشدین سے سرتابی کرنیوالوں کو فاسقون قرار دیا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بے شمار ارشادات ہیں جن میں تاکید ہے فَاسْمَعُوا وَأَطِيعُوا لَهُ (مسلم) کہ تم پر جو بھی خلیفہ یا امیر مقرر ہو اس کی

اطاعت کرو۔ وَمَنْ یُّطِعِ الْاَمِیْرَ فَقَدْ اَطَاعَنِیْ وَمَنْ یَّعْصِ الْاَمِیْرَ فَقَدْ عَصَانِیْ (بخاری) کہ جو امیر کی اطاعت کریگا وہ میرا اطاعت گزار قرار پائیگا اور جو امیر کی نافرمانی کریگا وہ میرا نافرمان ٹھہریگا۔ خلفاء کے ذکر پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَعْطُوْهُمْ حَقَّهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ سَائِلُهُمْ عَمَّا اسْتَرْعَاهُمْ (البخاری و مسلم) کہ تم ان کا حق (اطاعت) ادا کرو وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہ ہیں اور اللہ تعالیٰ ان سے اس ذمہ داری کے بارے میں خود پوچھے گا جو اس نے ان کے سپرد کی ہے۔ پھر خلفاء راشدین کے مقام کو واضح کرنیوالی یہ کتنی صاف حدیث ہے فرمایا عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَهْدِیِّیْنَ (ترمذی۔ ابن ماجہ) اے مسلمانو! تم میری سنت اور خلفاء راشدین کی سنت کی اتباع کو لازم پکڑو کیونکہ خلفاء راشدین خدا کی طرف سے ہدایت یافتہ ہوتے ہیں۔

یہ تو وہ مقام ہے جو اللہ اور اسکے رسول نے خلفاء راشدین کو دیا ہے مگر غیر مبائعین کے "امیر" جناب مولوی صدرالدین صاحب کہتے ہیں کہ خلفاء راشدین عوام کے سامنے جوابدہ ہوتے ہیں"۔ ع ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ بھی حیرت ہے کہ آج ۱۹۶۱ء میں پیغام صلح نے اس غلط خیال کی تائید میں ایک اداریہ بھی لکھ دیا ہے حالانکہ ۱۹۴۷ء میں اسی پیغام صلح نے لکھا تھا کہ:۔

"ضروری ہے کہ ایک مرکزی شخصیت موجود ہو جس کا ہر حکم اس قانون کے ماتحت واجب التعمیل ہو اور کوئی فرد جماعت اسکی بجا آوری میں چون و چرا نہ کرے۔ اس امارت کی بہترین مثال زمانہ امارت ابوبکرؓ و عمرؓ ہے"

(پیغام صلح ۶ فروری ۱۹۴۷ء)

(۴)

ایڈیٹر صاحب پیغام صلح اور جناب مولوی صدرالدین صاحب نے اپنے غلط استدلال کی بنیاد حضرت ابوبکرؓ کے خطبہ کے الفاظ "انی قد ولیت امرکم ولست بخیرکم اطیعونی ما اطعت اللہ ورسولہ وان زغت فقومونی" کو قرار دیا ہے۔ ہم نے انہیں توجہ دلائی تھی کہ سیدنا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے الفاظ کو روایت کی توضیح ہو جانے کے بعد از رہ درایت تواضع اور فروتنی کے سوا اور کچھ قرار نہیں دیا جاسکتا کیونکہ یہ بالاجماع مسلم ہے کہ حضرت ابوبکرؓ بلاشبہ سب صحابہؓ سے افضل اور بہتر تھے۔ خود حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا "ابوبکر الصدیق خیر الناس الا ان یکون نبی"۔ (تاریخ الخلفاء للسیوطی ص ۳۵) کہ نبیوں کو چھوڑ کر ابوبکرؓ خیر الناس ہیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا ان اللہ قد جمع امرکم علیٰ خیرکم صاحب رسول اللہ (تاریخ الخلفاء ص ۵۰) کہ اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ نے تمہارے امر کو تم سب میں سے بہتر انسان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص ساتھی ابوبکرؓ کے ذریعہ متحد کر دیا ہے۔ حضرت امام شافعیؒ کا قول ہے: "اضطر الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلم یجدوا تحت ادیم السماء خیراً من ابی بکر فولوہ رقابھم" (تاریخ الخلفاء ص ۴۹) کہ صحابہؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد آسمان کے نیچے حضرت ابوبکرؓ سے بہتر انسان نظر نہ آیا۔ تب انہوں نے اپنی گردنیں حضرت ابوبکرؓ کے سپرد کر دیں۔ امام شافعیؒ کے اس قول سے بالبداہت ثابت ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضرت

ابوبکرؓ کو خیر الناس سمجھ کر ہی اپنی گردنیں اُن کی اطاعت کے جُوئے کے نیچے رکھ دی تھیں۔ گویا حضرت ابوبکرؓ خیر الناس بھی تھے اور سب کے مطاع بھی تھے اور سب آپ کے سامنے جواب دہ تھے۔ پس حضرت ابوبکرؓ کا قول لستُ بخیرکم الخ محض تواضع اور فروتنی ہے۔

مدیر پیغام صلح و امیر غیر مبایعین لکھتے ہیں کہ چلو مان لیتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ نے یہ جملے اپنی خاکساری کی بنا پر ہی کہے تھے مگر "مسلمان مجمع نے [illegible] اگر تو ٹیڑھا چلے تو ہم اپنے نیزوں کی نوکوں سے آپ کو سیدھا کرکے رکھ دیں گے" کیا یہ بھی تواضع اور فروتنی تھی؟

جواباً گزارش ہے کہ اوّل تو ثقہ روایات سے ایسا جواب ہرگز ثابت نہیں اور اگر بفرض محال [illegible] ناآشنا کسی ایک نومسلم نے ایسی بات کہہ دی ہو تو عقل سے کام لیکر اسے اس کی لغزش قرار دینگے۔ ایسی لغزش بعض لوگوں کی ناسمجھی سے انبیاء کے سامنے بھی سرزد ہوجاتی رہی ہے اسے کسی سنجیدہ مسئلہ کیلئے محل استشہاد بنانا اہل علم کا کام نہیں۔

پھر امیر غیر مبایعین اور مدیر پیغام صلح کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے اپنے کرتے کے بارے میں اپنے بیٹے عبداللہؓ کو اعتراض کا جواب دینے کے لئے کہا تھا اور انہوں نے بتایا کہ میں نے اپنے حصے کی چادر بھی حضرت عمرؓ کو دیدی تھی اور آپ نے دو چادریں ملا کر یہ لمبا کرتہ بنایا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ واقعہ اگر صحیح روایت سے ثابت بھی ہو جائے تو تب بھی اسکے صرف اتنے معنے ہیں کہ کسی ناواقف سائل کو ٹھوکر سے بچانے کے لئے وضاحت کر دینے میں حرج نہیں۔ ایسی وضاحتیں تو کئی مواقع پر خود حضرت سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمائی ہیں۔ ان سے یہ استدلال کرنا کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم یا حضرت عمرؓ عوام کے سامنے جوابدہ تھے بہت بڑی سادہ لوحی یا مغالطہ دہی ہے (اعاذنا اللّٰہ منھما جمیعاً)

حضرت عمرؓ نے خلیفہ بننے کے بعد زمانہ ماضی میں اپنے اونٹ چرانے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:-

ثم اصبحت الیوم تضرب الناس
بحیاتی لیس فوق احد۔

کہ آج یہ حالت ہے کہ لوگ میری زندگی کے گن گاتے اور اسے نمونہ سمجھتے ہیں اور آج میرے اُوپر کوئی انسان نہیں میں سب سے بالا ہوں" (تاریخ عمر بن الخطاب لابن الجوزی مطبوعہ مصر صفحہ ۱۳۲)

پس اسلامی نصوص صریحہ کے سامنے امیر غیر مبایعین کا کچی باتوں سے استنتاج بجوئے نیرزد کی حیثیت رکھتا ہے۔ خلفاء راشدین افرادِ جماعت کے مطاع ہوتے ہیں نہ کہ ان کے سامنے جوابدہ۔

ہم نے جناب مولوی صدر الدین صاحب کے اسی سوال کا جواب دیتے ہوئے گزشتہ اشاعت میں مطالبہ کیا تھا کہ کیا کسی حدیث میں یہ ذکر ہے کہ خلفاء راشدین عوام کے سامنے جوابدہ ہیں؟ اس بارے میں پیغام صلح نے بالکل خاموشی اختیار کر لی ہے ❋

حصۂ تفسیر

لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِيْ بَنَاتِكَ مِنْ حَقٍّ

سوال:- الفرقان ماہ فروری ۱۹۶۷ء میں آیت هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِيْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ کی تفسیر شائع ہوئی ہے۔ اس تفسیر کے رو سے هٰؤُلَاءِ بناتی کا اشارہ ان لوگوں کی بیویوں کی طرف ہے جنہیں حضرت لوط علیہ السلام نے اپنے بزرگانہ مقام کے پیش نظر مجازاً بناتی یعنی اپنی بیٹیاں قرار دیا ہے۔ یہ تفسیر نہایت اچھی ہے مگر اس صورت میں منکرین کے جواب لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِيْ بَنَاتِكَ مِنْ حَقٍّ کا کیا مطلب ہوگا؟

الجواب:- ان شریر اور بدکار لوگوں کو سیدنا حضرت لوط علیہ السلام نے اس آخری موقعہ پر بھی اپنی وہ نصیحت یاد دلائی تھی جو عمر بھر آپ لوگوں کو کرتے رہے تھے۔ اَتَاْتُوْنَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعٰلَمِيْنَ ۙ وَتَذَرُوْنَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ ۭ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ عٰدُوْنَ ○ (الشعراء ۱۶۵-۱۶۶) کہ تم لوگ اپنی بیویوں سے پاکیزہ ازدواجی تعلقات قائم کرنے کی بجائے ہم جنس کے گندے اور قبیح فعل کا ارتکاب کیوں کرتے ہو؟ - یہ طریق کھلی زیادتی، نہایت مکروہ اور ناپسندیدہ طریق ہے۔ اس آخری موقعہ پر ان لوگوں کے جذبات کو زیادہ مؤثر انداز میں اپیل کرنے کے لئے حضرت لوطؑ نے هٰؤُلَآءِ بَنَاتِيْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ کے گہری محبت پر مشتمل الفاظ استعمال فرمائے مگر وہ شریر لوگ ایسے جوش اور نشہ میں تھے کہ ان پاکیزہ الفاظ نے ان پر کوئی اثر نہ کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ (الحجر) کہ وہ لوگ اپنے ٹیڑھے راستہ پر بہک رہے تھے گویا نشہ کی حالت میں تھے۔

ان لوگوں کا قول حضرت لوط علیہ السلام کی دردمندانہ اور محبت بھری اپیل کے جواب میں یوں وارد ہوا ہے — قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِيْ بَنَاتِكَ مِنْ حَقٍّ وَاِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيْدُ کہ ان لوگوں نے کہا کہ اے لوط! تجھے خوب معلوم ہے کہ تیری بیٹیوں میں ہمارا کوئی حق نہیں اور نہ ہمیں ان سے کوئی واسطہ نہیں اور تجھے یہ بھی بخوبی پتہ ہے کہ ہم کس ارادہ سے آئے ہیں۔

گویا ان شریر لوگوں نے حضرت لوطؑ کی بات کو جو درد اور محبت پر مبنی تھی بگاڑ کر اور مجازی لطیف استعمال کو نظر انداز کرتے ہوئے طنزیہ انداز میں کہا مَا لَنَا فِيْ بَنَاتِكَ مِنْ حَقٍّ کہ ہمیں آپ کی بیٹیوں سے کوئی سروکار نہیں اور ہمارا مقصد بھی تجھے معلوم ہے۔

ان لوگوں کے اس جواب میں حضرت لوطؑ کی دلشکنی کے کتنے پہلو موجود ہیں وہ ہر صاحب فکر پر عیاں

ہیں۔ اس خلافِ توقع طنز کو مہمانوں کے سامنے سُن کر حضرت لوط علیہ السلام کے قلبِ مطہر پر کیا گزری وہ ان کے جوابی قول سے ظاہر ہے۔ قَالَ لَوْ اَنَّ لِیْ بِکُمْ قُوَّۃً اَوْ اٰوِیْٓ اِلٰی رُکْنٍ شَدِیْدٍ (ہود۔ ۸۰) فرمایا کہ کاش اسوقت میرے پاس تمہیں سزا دینے یا تمہارا مقابلہ کرنے کی طاقت ہوتی یا کم از کم میں مضبوط مرکز میں پناہ گزین ہو کر تمہارے شر سے کلیۃً محفوظ ہو جاتا۔

حضرت لوط علیہ السلام کی اس بے بسی پر ان مرسلین نے فی الفور انہیں تسلی دیتے ہوئے کہا قَالُوْا یٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّکَ لَنْ یَّصِلُوْٓا اِلَیْکَ کہ ہم تیرے رب کے فرستادہ ہیں ہمیں نقصان پہنچانا تو درکنار وہ تو تجھ تک پہنچنے کی طاقت بھی نہ پائیں گے۔ تو ہر طرح سے محفوظ اور مصئون ہے۔

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَقَدْ رَاوَدُوْہُ عَنْ ضَیْفِہٖ فَطَمَسْنَآ اَعْیُنَھُمْ (القمر۔ ۳۷) کہ ان لوگوں نے حضرت لوط کو ان کے مہمانوں کے بارے میں پھسلانے کی گندی کوشش کی تھی تب ہم نے ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا۔

اس صورت میں ان شریروں کے فقرہ مَا لَنَا فِیْ بَنٰتِکَ مِنْ حَقٍّ کا مطلب واضح ہے۔ ان لوگوں نے حضرت لوط کی نصیحت پر کان دھرنے کی بجائے مزید شرارت کے طریق کو اختیار کر لیا اور ھٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِیْ کے پر حکمت اور محبت سے لبریز اسلوب بیان کے جواب میں تمسخر اور دلآزاری کا طریق اختیار کرتے ہوئے کہدیا کہ آپ کی بیٹیوں سے ہمیں کیا کام؟ ہمیں ان سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ گویا کفار نے حضرت لوطؑ کے مجازی استعمال کو بدل کر محلِ تمسخر و استہزاء بنا لیا اور ان کی صلبی بیٹیوں کی طرف اشارہ کر کے یہ فقرہ کہہ دیا یعنی حضرت لوط علیہ السلام کے زخموں پر نمک پاشی کے لئے یہ طنزیہ طریق اختیار کر لیا اور اس طرح ان کی نصیحت کا نہایت بُرا جواب دیا جس پر حضرت لوطؑ کو کہنا پڑا لو ان لی بکم قوۃ کہ اے شریرو! اگر میرے پاس طاقت ہوتی تو تم ایسی بات نہ کہہ سکتے اور اگر کہتے تو فوراً کیفرِ کردار کو پہنچ جاتے مگر اب تم دلآزارانہ انداز محض اسلئے اختیار کر رہے ہو کہ سمجھتے ہو کہ میں بے طاقت ہوں اور میری پشت پر مادی قوت نہیں ہے۔ حضرت لوطؑ کا یہ فقرہ ایک طرف انکی بے بسی کی دلیل ہے دوسری طرف اس میں پھر ان لوگوں کو شرافت اور نجابت کے طریق کو اختیار کرنیکی طرف توجہ دلائی گئی ہے مگر وہ لوگ اپنے جوش اور شرارت کے نشہ میں مخمور تھے وہ اپنی کوشش اور شرارت پر مُصر تھے اور چاہتے تھے کہ حضرت لوطؑ راستہ سے ہٹ جائیں مگر حضرت لوطؑ اپنے مقام سے ہٹ نہ سکتے تھے وہ اپنی بات پر چٹان کی طرح قائم تھے۔ ان لوگوں کی اس مراودت کا آخری نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر عذاب نازل کر دیا اور انکی آنکھیں بھی بے نور ہو گئیں اور انجامکار وہ تباہ و برباد ہو گئے پس منکرین حضرت لوط علیہ السلام کا قول مالنا فی بناتک من حق راستی اور سنجیدگی پر مبنی قول نہیں بلکہ شرارت اور طنز پر مشتمل ہے اور اس سے مقصود حضرت لوطؑ کو اپنے طریق نصیحت سے ہٹانا اور انکی دلآزاری کرنا تھا اسی لئے اس مرحلہ پر ان فرستادگان الٰہی نے مداخلت کر کے حضرت لوطؑ کو تسلی اور اطمینان دلایا اور کفار کی تباہی و بربادی کی خبر دے دی۔

میرے نزدیک اس صورت میں آیت و مالنا فی بناتک [illegible]

شذرات

اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا آفتاب کہاں سے طلوع ہوگا؟

اخبار المنبر میں شائع شدہ بیان ہے کہ:-

"پاکستان کے افق سے اسلام کی
نشأۃ ثانیہ کا آفتاب طلوع
ہوگا۔ ہم اس سرزمین پر آنچ
نہیں آنے دیں گے"

(المنبر لائلپور ۱۸ مارچ ۱۹۶۶ء ص ۹)

الفرقان- ہم اس بات کی پُرزور تائید کرتے ہیں، اور الٰہی نوشتوں کے مطابق اس پر ایمان رکھتے ہیں مگر سوال یہ ہے کہ کیا اس نشأۃ ثانیہ کی بنیاد اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں رکھی گئی ہے یا "علماء" اس عظیم کام کو سرانجام دیں گے؟ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۔ اسلئے ماننا پڑے گا کہ یہ کام اللہ تعالیٰ خود کرے گا اور اس نے اس کی بنیاد بھی رکھ دی ہے۔ اے کاش! لوگ جماعت احمدیہ کی حقیقت کو سمجھیں۔

یاجوج وماجوج کا خروج ہوچکا ہے

خلائی جہازوں کے متعلق اطلاع ہے کہ "یہ ہوائی جہازوں کی طرح چکر کھاتے، اُڑتے اور منڈلاتے ہیں۔ بندوق کی گولی اور توپ کے گولے کی طرح دغتے اور تیر کی طرح کمان سے چھوٹتے ہیں"۔ اس پر مولانا عبدالماجد صاحب مدیر صدق جدید لکھنؤ لکھتے ہیں:-

"اس صورتِ واقعہ کو پوری طرح ذہن نشین رکھ کر اور چشم تصور میں اُتار کر اب ایک نظر اس حدیث نبوی پر کر لیجئے جو حدیث کے مستند مجموعوں میں ابواب الفتن یا کتاب الملاحم واشراط الساعۃ کے تحت میں درج ملتی ہے ویبعث اللہ یاجوج وماجوج وھم من کل حدب ینسلون فیقولون لقد قتلنا من فی الارض فلنقتل من فی السماء فیرمون الی السماء۔ اس حال میں اللہ قوم یاجوج وماجوج کو اٹھا کھڑا کریگا اور یہ اُوپر بلندی سے لپکتے جھپٹتے ہوئے دوڑینگے (دنیا میں قتل وغارت کے بعد) پھر کہیں گے کہ زمین والوں کو تو ہم ختم کر چکے اب آسمان والوں کو ختم کرلیں پھر آسمان کی طرف اپنا تیر پھینکیں گے۔ اور سب باتوں کو چھوڑیئے، سردست خیال اس پر جمائیے کہ اس جدید ترین وبے پناہ حربے پر اطلاق "تیر" کا کس خوبی وصفائی کے ساتھ نگاہِ کشفی نے کر دیا ہے"

(اخبار صدق جدید ۱۰ فروری ۱۹۶۷ء)

الفرقان- مولانا عبدالماجد صاحب کی بات بالکل "سچی" ہے مگر اس پر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یاجوج ماجوج

کے ظہور کو تسلیم کرنا اور بعثتِ مسیح موعود کو نہ ماننا اس میں کیا تُک ہے؟

یونیورسٹی میں داخلہ کی ایک عمدہ شرط

ایک خبر ملاحظہ فرمائیے :-

"پشاور یونیورسٹی کے وائس چانسلر نے یونیورسٹی میں طلباء کے داخلے کے لئے ایک شرط یہ بھی رکھ دی ہے کہ وہ کم از کم ناظرہ قرآن مجید ضرور پڑھے ہوئے ہوں۔ اس سال داخلہ کے امیدواروں کی اکثریت ایسی نکلی جنہوں نے ابھی تک ناظرہ قرآن مجید بھی نہیں پڑھا۔"

(تحفہ گوجرانوالہ ۲۴ دسمبر ۱۹۶۶ء)

الفرقان - یہ ایک بہترین اقدام ہے سب جگہ اسلامی اداروں کو اس کی تقلید کرنی چاہیئے۔

عوام عرب دین سے محض کورے ہیں

"تبلیغی جماعت" کا بیان ہے کہ :-

"اسی طرح طائف کے کچھ لوگوں سے سورۃ فاتحہ پڑھنے کے لئے کہا گیا تو صرف سورۃ فاتحہ میں ایک درجن غلطیاں تھیں۔ یہ دیکھ کر عرب کے علماء رو پڑے اور انہوں نے کہا ہم نہیں جانتے تھے کہ ہمارے عوام دین سے اتنے کورے ہیں۔"

(شہاب لاہور ۱۱ مارچ ۱۹۶۶ء)

الفرقان - فی الواقع اس وقت عربوں کی حالت بھی ایسی ہے کہ علماء کو رونا چاہیئے کیونکہ قرآن بالکل اٹھ چکا ہے۔ یہ تو لفظی تلاوت کا حال تھا عمل کی حالت اس سے بھی بدتر ہے۔ کیا آسمان سے قرآن مجید کے لانے کی ضرورت کا اب بھی انکار کیا جائے گا؟

"شیعہ اذان اور غیر شیعہ اذان"

شیعہ رسالہ المبلّغ سرگودھا لکھتا ہے کہ :-

"شیعہ مسجد کی تعمیر میں رکاوٹ اسلئے ڈالی جاتی ہے کہ اس مسجد سے **علیؑ ولی اللہ** اور **حيّ على خير العمل** کی صدا بلند ہوگی جو غیر شیعہ حضرات کے لئے دلآزار ہو سکتی ہے..... ہمیں تو یہ کہنا ہے کہ اگر **شیعہ اذان** کے یہ جملے غیر شیعہ حضرات کیلئے دلآزار ہو سکتے ہیں تو پھر **غیر شیعہ اذان** میں **الصلوٰۃ خیر من النوم** کا **اضافہ** شیعوں کے لئے دلآزار کیوں نہیں ہو سکتا؟"

(مارچ ۱۹۶۷ء صفحہ ۳)

الفرقان - قانون کے مطابق بننے والی مساجد کی تعمیر میں کسی قسم کی روک پیدا نہیں کرنی چاہیئے۔ ہمیں تو "شیعہ اذان" اور "غیر شیعہ اذان" کے الفاظ کا استعمال مناسب نظر نہیں آتا۔ غیر مسلم کیا کہیں گے؟ کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ طرفین کے سنجیدہ اور ملکی سالمیت کے خواہاں لوگ مداخلت کر کے اس الجھن کو حل کرا دیں اور دونوں گروہ رواداری سے کام لیں۔ مساجد کی تعمیر کو دنگا و فساد کی صورت دینا اللہ تعالیٰ کو ہرگز پسند نہیں ہے۔

سفر مشرقی پاکستان کے ایمان افروز تاثرات

ڈھاکہ اور سندربن کی احمدیہ جماعتوں کے شاندار سالانہ جلسے

[اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ سندربن (مشرقی پاکستان) کے پہلے کامیاب سالانہ جلسہ سے آج آٹھ مارچ ۶۷ء کو واپسی پر دخانی کشتی (موٹر لانچ) میں بیٹھے ہوئے میں یہ ایمان افروز تاثرات قلمبند کر رہا ہوں۔ دریاؤں کا ایک جال ہے۔ موٹر لانچ ایک دریا کے بعد دوسرے میں داخل ہو جاتی ہے دونوں طرف خوشنما اور دلکش قدرتی مناظر ہیں۔ سندربن کے تاریخی جنگل ہیں، پھر آباد علاقے بھی ہیں، ہر طرف سبزہ ہے کشتی بڑی سرعت سے پانیوں کو چیرتی ہوئی جا رہی ہے اور ہم اللہ تعالیٰ کی حمد کے گیت گاتے ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی دعائیں پڑھتے ہوئے واپس ہو رہے ہیں۔ اسی دوران میں یہ تاثرات اپنے قارئین کے لئے تحریر کرتا ہوں۔ وباللہ التوفیق ——— (ابوالعطاء)]

مرکز سے روانگی

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ نے امسال ڈھاکہ کے سالانہ جلسہ میں شمولیت کے لئے محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب، محترم شیخ مبارک احمد صاحب اور خاکسار کو ارشاد فرمایا۔ ہم ۲۳ر فروری کو ربوہ سے روانہ ہوئے۔ لاہور سے ہوائی جہاز کے ذریعہ اسی دن شام کو ڈھاکہ پہنچ گئے۔ ہوائی جہاز اٹھائیس ہزار (۲۸۰۰۰) فٹ کی بلندی پر پرواز کرتا ہوا بھارت کے اوپر سے گزر کر اڑھائی گھنٹے کے اندر اندر قریباً ڈیڑھ ہزار میل کا فاصلہ طے کر جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرتوں اور اس کے فضلوں سے دل حمد سے بھر جاتے ہیں۔ فللّٰہ الحمد ربّ السمٰوٰت وربّ الارض ربّ العالمین۔ ڈھاکہ کے ہوائی اڈہ پر محترم امیر صاحب جماعتہائے مشرقی پاکستان اور دیگر معززین و احباب کرام نے پُرمحبت استقبال کیا۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

ڈھاکہ میں سالانہ جلسہ

۲۴ر ۲۵ر ۲۶ر فروری کو بھرپور پروگرام کے مطابق تقاریر ہوئیں، بنگلہ اور اُردو کی مؤثر نظموں سے سامعین محظوظ ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی اس شان سے بہت لطف آتا تھا کہ بنگالی احمدی علماء نہایت فصاحت اور جوش کے ساتھ احمدیت کی صداقت بیان کرتے تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر انتہائی عقیدت سے

ہوتا تھا۔ ہم تینوں کے علاوہ جناب مولوی محمد صاحب امیر مشرقی پاکستان، جناب احمد توفیق صاحب چودھری، جناب مولوی سید اعجاز احمد صاحب، جناب مولوی فاروق احمد صاحب، جناب شمس الرحمٰن صاحب بار ایٹ لاء، جناب مولوی ابوالخیر محب اللہ صاحب، جناب شاہ مستفیض الرحمٰن صاحب ایم۔ اے وائس پرنسپل، جناب مولوی بدرالدین صاحب پبلک پراسیکیوٹر، جناب مقبول احمد صاحب ڈپٹی ڈائریکٹر، جناب مولوی محمد مصطفےٰ علی صاحب اور دوسرے احباب نے تقاریر کیں۔ صدارتی فرائض ادا کرنے والے بزرگوں میں جناب مرزا ظفر احمد صاحب بار ایٹ لاء اور جناب شیخ محمود الحسن صاحب ریونیو ممبر خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ تلاوت اور اردو و بنگلہ نظمیں پڑھنے میں محترم شیخ ظفر احمد صاحب، قریشی محمد صادق صاحب، ماسٹر نور الٰہی صاحب، حافظ سکندر علی صاحب، مولوی ابوطاہر صاحب، محمد مسلم صاحب اور شیخ مشتاق احمد صاحب سہگل نے حصہ لیا۔ جزاھم اللہ خیراً۔ دس نئے احباب بیعت کر کے شاملِ جماعت ہوئے۔

خواتین کا خصوصی جلسہ ۲۵ر فروری کو ہوا جس میں معزز خواتین کے لیکچروں کے علاوہ پس پردہ مکرم شیخ مبارک احمد صاحب اور خاکسار نے بھی تقریریں کیں جن میں احمدی خواتین کو اپنے فرائض و واجبات کی طرف توجہ دلائی۔

سارے جلسے میں لاؤڈ سپیکر کا بہترین انتظام تھا۔ اس جلسہ میں شمولیت کے لئے مشرقی پاکستان کے دور دراز علاقوں سے احباب آئے ہوئے تھے۔ باہمی اخوت اور محبت کا نہایت ایمان افروز منظر تھا۔ جلسہ کے آخری روز جب اجتماعی دعا کی گئی تو چھوٹے پیمانے پر ربوہ کے سالانہ جلسہ کی ایک کیفیت نظر آتی تھی۔

فریدپور اور باریسال کا سفر

۲۷ر فروری کو دیگر مصروفیات کے علاوہ مشرقی پاکستان کے مشہور معمّر عالم ابوالہاشم خان صاحب سے ان کی اکیڈیمی میں پُرلطف ملاقات بھی ہوئی۔ ۲۸ر فروری کو بذریعہ موٹر کار ہم تینوں جناب امیر صاحب مشرقی پاکستان کی معیت میں فریدپور کے لئے روانہ ہوئے۔ متعدد دریاؤں کو موٹر سمیت کشتی کے ذریعہ طے کرنا پڑا۔ فریدپور میں احباب سے ملنے اور جناب وزیر علی صاحب مینیجر نیشنل بنک کی مصاحبت اور پُرتکلف مہمان نوازی سے لطف اندوز ہونے کے علاوہ علاقہ کے متعلق مذہبی معلومات حاصل کرنے کا بھی موقعہ ملا۔

یکم مارچ کو ہم فریدپور سے باریسال پہنچے۔ رات کو جناب سید سہیل احمد صاحب نے معززینِ باریسال کو دعوتِ چائے دی۔ اس موقعہ پر ہمیں شہر کے اس نمائندہ اجتماع کو خطاب کرنے کا بھی موقعہ ملا۔ اردو اور انگریزی میں تقاریر ہوئیں۔ جناب امیر صاحب نے بنگلہ میں تعارف کروایا۔ اسلام و احمدیت کے متعلق قریباً تین گھنٹے تک سوال و جواب کا دلچسپ سلسلہ جاری رہا۔ الحمدللہ کہ اس علمی مجلس کا بہت فائدہ ہوا اور بہت سی غلط فہمیوں کا ازالہ ہو گیا۔ ہم نے پوری طرح محسوس کر لیا کہ مشرقی پاکستان کے بھائی مغربی پاکستانیوں سے کتنی محبت رکھتے ہیں۔ رات گیارہ بجے یہ مجلس برخاست ہوئی۔

اللہ تعالیٰ کی خاص حفاظت کا ایمان افروز واقعہ

۲ر مارچ بروز جمعرات علی الصبح ہم باریسال سے فریدپور واپس آ رہے تھے کہ فریدپور سے قریباً بیس میل دُور ایک دیہاتی بارن سُننے کے باوجود دَوڑتا ہُوا کار کی زد میں آگیا۔ بریک لگائی جا چکی تھی مگر وہ موٹر سے ٹکرا گیا اور زخمی ہو کر گر پڑا۔ کار بمشکل اُلٹنے سے بچی اور اُلٹنے کی بجائے نیچے آٹھ دس فٹ گہرے گڑھے میں گر گئی۔ کار کا شیشہ چکنا چُور ہو گیا مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم سب بالکل صحیح وسلامت رہے الحمد للہ علیٰ ذالک۔

زخمی نے اسی وقت دم توڑ دیا اور ایک غضبناک انبوہ دیہاتیوں کا فوراً ہمارے اردگرد جمع ہو گیا۔ ان لوگوں نے کئی بار جوش سے آگے بڑھ کر ہمیں مارنے کا قصد کیا مگر اللہ تعالیٰ کے تصرفات پر قربان جائیں کہ اس نے پولیس کے آنے تک جس میں دو گھنٹے لگ گئے تھے مختلف طریقوں سے ان لوگوں کو اپنے ارادہ کو عملی جامہ پہنانے سے روکے رکھا حالانکہ اس علاقہ میں ایسے مواقع پر کشت وخون ایک معمولی واقعہ سمجھا جاتا ہے۔ پولیس نے واقعہ کی تحقیق کی اور اسے ایک افسوسناک اتفاقی حادثہ قرار دیا گیا۔ تھانہ میں باقاعدہ بیانات کے بعد ہم شام کو فریدپور پہنچ گئے اور دوسرے دن ۳ر مارچ کو بذریعہ کار فریدپور سے ڈھاکہ پہنچے اور جمعہ کی نماز احمدیہ مسجد ڈھاکہ میں ادا کی۔

اس حادثہ کے سارے پہلوؤں پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے خاص طور پر ہماری حفاظت فرمائی ہے اور ہمیں ہر قسم کی شماتتِ اعداء سے محفوظ رکھا ہے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔

اس موقعہ پر پولیس کے پہنچنے کے بعد مشہور لیڈر جناب موہن میاں صاحب کا پہنچ جانا بھی ایک غیر معمولی بات تھی۔ ہمارے مکرم بھائی مسٹر وزیر علی صاحب نے اس موقعہ پر حسن خلوص اور محبت کا ثبوت دیا وہ ایک نہ مٹنے والا نقش ہے اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر دے۔ آمین

سُندربن کے لئے روانگی

۳ر مارچ کو محترم شیخ مبارک احمد صاحب تو حسب پروگرام واپس ربوہ روانہ ہو گئے اور محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب پروگرام کے مطابق ۴ر مارچ کو سلہٹ تشریف لے گئے اور وہاں سے واپسی پر ۷ر مارچ کو ربوہ روانہ ہوتے۔ خاکسار کے لئے یہ ارشاد تھا کہ جماعت احمدیہ سندربن کے سالانہ جلسہ منعقدہ ۶، ۷ر مارچ میں شرکت کروں۔ مؤرخہ ۴ر مارچ کو دوپہر کے وقت ہم ایک قافلہ کی صورت میں جس میں خاکسار کے علاوہ جناب مولوی محمد صاحب امیر مشرقی پاکستان، جناب مولوی احمد صادق صاحب فاضل، جناب احمد توفیق صاحب چودھری، محترم چودھری محمد شریف صاحب ڈھلون اور مسٹر عبدالستار صاحب ایم۔ اے کلاس طالبعلم شامل تھے بحری جہاز کے ذریعہ ڈھاکہ سے روانہ ہوئے صبح کھلنا پہنچے وہاں پر محترم جناب چودھری انور احمد صاحب کاہلون آف پاکستان جو خود بھی جلسہ کے لئے روانہ ہو چکے تھے اپنے

خرچ پر اس موٹر لانچ کا انتظام کر رکھا تھا جس پر ہم نے کھلنا سے سندربن تک اور پھر واپسی کا سفر کیا اور اسی پر بیٹھے میں نے یہ تاثرات قلمبند کرنے شروع کئے ہیں۔ اس ایثار کے لئے چودھری صاحب موصوف کے لئے دل سے دعا نکلتی ہے۔ جزاہ اللہ خیراً ـــــ دن بھر کے پُرلطف سفر کے بعد ۵ مارچ کو رات کے ساڑھے سات بجے ہم سندربن میں جماعت احمدیہ کے مقام جتندر نگر کے سامنے دخانی کشتی سے اُترے اور چھوٹی کشتی "نوکا" کے ذریعہ کنارے پر پہنچے۔ احباب جماعت کی ایک بڑی تعداد استقبال کے لئے دریا کے کنارے کھڑی تھی مصافحہ و معانقہ کے بعد ہم سب احمدیہ مسجد میں پہنچے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ کی صحت و عافیت کے بارے میں احباب محبت سے پوچھتے رہے۔ نماز عشاء کے بعد کھانا کھا کر سب نے آرام کیا۔

جماعت احمدیہ سندربن کے چند کوائف

جماعت احمدیہ سندربن مشرقی پاکستان کے جنوب مغربی کنارہ پر واقع ہے۔ سندربن بہت وسیع جنگلوں کا سلسلہ ہے جو ڈیلٹا زون کے ساتھ ساتھ سمندر تک پھیلا ہوا ہے۔ ان جنگلوں میں شیر، چیتا اور ہرن وغیرہ بکثرت ہوتے ہیں اور شکاری دُور دُور سے یہاں پہنچتے ہیں۔ ابھی اسی ہفتہ شاہ نیپال شکار کے لئے سندربن آئے تھے۔ اس علاقے میں جتندر نگر اور منشی گنج وغیرہ گاؤں میں احمدی جماعتیں قائم ہیں۔ یہ گاؤں بھارت کی سرحد سے تین چار میل کے فاصلے پر ہیں۔ سرحد ایک دریا ہے جس کے ایک طرف پاکستانی جہاز اور کشتیاں چلتی ہیں اور دوسرے کنارے بھارتی جہاز اور کشتیاں۔ جتندر نگر یا بعید کھالی گاؤں کی کل آبادی تین ہزار نفوس پر مشتمل ہے۔ آبادی پھیلی ہوئی ہے، دریا کے کنارے کنارے گھر ہیں۔ ڈیڑھ ہزار کے قریب ہندو ہیں باقی مسلمان جن میں سے قریباً چھ سَو احمدی ہیں۔ اس جگہ جماعت احمدیہ کی ایک عمدہ اور وسیع مسجد ہے۔ ایک مدرسہ احمدیہ بھی ابتدائی حالت میں ہے جس میں ساٹھ کے قریب بچے بچیاں قرآن مجید اور دینیات پڑھتے ہیں۔ گاؤں میں ہائی سکول بھی ہے جس کے ہیڈ ماسٹر مولوی جناب علی صاحب احمدی ہیں۔ طلبہ کی تعداد تین صد ہے جن میں سے اکثر ہندو ہیں۔ جماعت احمدیہ کے صدر جناب مولوی محمد شمس الرحمن صاحب تمام سندربن علاقہ بھر میں بارسوخ آدمی ہیں سب ان کی عزت کرتے ہیں۔ وہ سالہا سال تک بطور چیئرمین یونین کونسل علاقہ کے باشندوں کی خدمت کرتے رہے ہیں۔ جماعت کے افراد اخلاص و محبت کے پیکر نظر آتے ہیں اور خوب منظم ہیں۔

سندربن میں پہلا سالانہ جلسہ

۱۲-۱۳ مارچ کو جماعت احمدیہ سندربن کا پہلا سالانہ جلسہ مقرر تھا۔ گرد و نواح میں بھی اس کی تشہیر ہو چکی تھی۔ جلسہ کے لئے ایک وسیع پنڈال تیار کیا گیا تھا جس کے لئے سائبان ایک ہندو صاحب نے مہیا کئے تھے۔ اس وسیع پنڈال کو دیکھ کر خیال ہوتا تھا کہ یہ کیسے بھر سکے گا۔ جلسہ کا پروگرام مرتب کیا گیا۔ دو دنوں میں چار اجلاس رکھے گئے۔ پہلا اجلاس دونوں دن ۹ بجے سے شروع ہوتا جو حاضرین کے سوالات کے جوابوں کے لئے مخصوص ہوتا

تھا۔ دوسرا اجلاس ہر روز اڑھائی بجے سے چھ بجے شام تک ہوتا رہا اس میں مفصل تقاریر ہوتی تھیں۔ ان سارے اجلاسوں میں ایسے انہماک اور توجہ سے حاضرین نے تقاریر کو سُنا جس سے بہت خوشی ہوئی۔ حاضرین میں ہندو بھی بکثرت تھے۔ حاضرین کی تعداد تین ہزار سے بھی زیادہ تھی۔ تیار کردہ پنڈال پُر ہو جانے کے بعد مزید توسیع کی گئی پھر بھی کچھ لوگوں کو باہر کھڑے ہو کر سُننا پڑا۔ جناب مولوی محمد صاحب، جناب احمد توفیق صاحب چودھری، جناب مولوی محمد صادق صاحب، جناب مولوی محب اللہ صاحب اور خاکسار نے تقاریر کیں، سوالوں کے جواب دیئے۔ باقی احباب نے بنگلہ میں اور مَیں نے اُردو میں تقریریں کیں۔ میری تقریروں کا بنگلہ میں ترجمہ کر دیا جاتا تھا۔ بنگلہ اور اردو کی نظمیں بھی پڑھی گئیں۔ سامعین اخیر تک ہمہ تن گوش بنکر سُنتے رہے۔ احمد توفیق صاحب اور مولانا محمد صاحب کی بنگلہ کی فصاحت و روانی کو بہت پسند کیا گیا۔ فضیلت اسلام کے سلسلہ میں بانیان مذاہب کے احترام کی اسلامی تعلیم پر ہندو صاحبان بہت خوش تھے۔ کرشن جی کے متعلق جماعت احمدیہ کے نقطۂ نگاہ کو بہت پسند کیا گیا۔ ہیڈ پنڈت اوی ناس چندر نے تو کھلے بندوں اعتراف کیا کہ درحقیقت کرشن جی کی عزت اسی عقیدہ سے ثابت ہوتی ہے جو جماعت احمدیہ کا عقیدہ ہے ورنہ عام ہندوؤں نے تو کرشن جی کو ایک تماشہ بنا دیا ہے۔ سوالات کے وقت ہندوؤں اور مسلمانوں سب نے مختلف قسم کے سوال کئے جن کے واضح اور مدلّل جواب دیئے گئے جس سے بہت دلچسپی پیدا ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ جلسہ ہر پہلو سے کامیاب رہا۔ و للہ الحمد۔

ایک غیر احمدی شاعر کی نظم

اس جلسہ میں دوسرے دن محترم جی۔ ایم علیم الدین آف کھلنا نے بنگالی زبان میں اپنی ایک تازہ نظم پڑھ کر اپنے جذبات کا اظہار کیا جب شاعر جھوم جھوم کر نظم پڑھ رہا تھا تو حاضرین کے چہروں پر شگفتگی کھیل رہی تھی۔ اس بنگالی نظم کا ترجمہ مَیں نے عزیز محمد انیس الرحمٰن صاحب صادق بنگالی متعلم جامعہ احمدیہ سے کرایا ہے جو حسب ذیل ہے :-

(۱)

"۔ آج سندربن سندر (خوبصورت) ہو گیا ہے۔ اور
خزاں رسیدہ درختوں پر پھول کھلے ہیں۔
۔ ان کی خوشبو سے تمام علاقہ مہک گیا ہے۔
۔ کس کے اشارے سے اس بیابان میں ہزاروں پھول کھلے ہیں۔
۔ خاموش دریا میں سیلاب کا زور ہے جس کی وجہ سے ساحل ٹوٹ گیا ہے
۔ سندربن کے درختوں میں بہار کی وجہ سے پھول کھلے ہوئے ہیں۔

(۲)

۔ سالہا سال گزر گئے کہ اس راہ سے کسی راہرو کا گزر نہ ہوا۔
۔ خوش قسمتی سے آج یہاں بہت لوگ آئے ہوئے ہیں
۔ علماء کرام نے تقاریر کیں اور سینکڑوں لوگ تقریریں
سُننے کے لئے آئے۔
۔ آج انہوں نے قرآنی علوم کے دریا بہا دیئے ہیں اور
نہایت قیمتی موتی پیش کئے ہیں۔
۔ جس طرح انہوں نے کھول کھول کر (قرآنی تعلیم کو) بیان
کیا ہم اسے کبھی فراموش نہیں کر سکتے۔

(۳)

-(خدا کرے) اسلام کی فتح کا جھنڈا دنیا کے تمام ملکوں میں اور اس نیلے آسمان پر لہراتا رہے اور سمندر کے کناروں تک پہنچ جائے۔
- اسلام کے اشارے پر سب لوگ (خوابِ غفلت) سے جاگ اُٹھیں۔
-جہالت کا گھٹا ٹوپ اندھیرا دُور ہو جائے۔
-بھائیو! ہاتھ ملاؤ کیونکہ احمدیت کی آواز یہاں پہنچ گئی ہے۔

(۴)

-قادیان کا سپوت سندربن میں آیا ہوا ہے۔
-اے مہدی! اے عظیم الشان وجود! تم کہاں ہو؟
-تم گناہ گاروں کو نجات دینے کیلئے اس دنیا میں آئے ہو۔
-خطا کاروں کے دلوں کو تسکین دینے کے لئے تم نے کتنی تکالیف برداشت کیں۔
-اے مہدی تم کہاں ہو۔ میرا دل بے اختیار قادیان کی طرف دوڑا چلا جارہا ہے۔"

جماعت کا تربیتی اجتماع

۷ مارچ کی رات تمام احباب جماعت کا ایک تربیتی اجتماع مسجد احمدیہ میں منعقد ہوا۔ احباب کی کثرت کے باعث مسجد تنگ محسوس ہوتی تھی اس موقعہ پر محترم میجر عبدالرحمٰن صاحب نے جو جلسہ میں شرکت کے لئے جیسور سے مع اہل و عیال جیپ میں آئے تھے احباب سے خطاب کرتے ہوئے اسلامی اخوت کا ذکر کیا نیز توسیعِ مسجد کے لئے با نصد روپیہ کا عطیہ پیش فرمایا۔ چودھری محمد شریف صاحب ڈھلوں نے بھی اپنے جذبات کا اظہار کیا۔ خاکسار نے مفصل طور پر تربیتی امور کا ذکر کیا۔ نماز باجماعت، خلافت کی اہمیت اور نظامِ جماعت کی پابندی کی ضرورت پر ایک گھنٹہ تک تقریر کی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ کا پیغام پہنچایا کہ احباب اپنی قربانی کے معیار کو بلند کریں۔ حضور کی تحریکات وقفِ عارضی اور تعلیم القرآن کی طرف بھی توجہ دلائی۔ متعدد احباب نے فوری طور پر وقفِ عارضی کے لئے اپنے نام پیش کئے۔ محترم امیر صاحب مشرقی پاکستان نے میری تقریر کا مؤثر ترجمہ فرمایا۔ اس موقعہ پر دو شخص بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ احباب جماعت کی طرف سے مولوی جناب علی صاحب ہیڈ ماسٹر نے نمناک آنکھوں اور پُر محبت لہجہ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ کی خدمت میں السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' عرض کرنے کے لئے کہا نیز فرمایا کہ ہم حضور کے سب احکام کی پابندی کرینگے اور انشاء اللہ حضور کی ہر آواز پر لبیک کہیں گے۔

احمدیت کے لئے قربانی کی ایک مثال

اس علاقہ میں احمدی جماعت چند سالوں سے قائم ہوئی ہے۔ ابتداء میں صوفی صمیم الدین صاحب اور مکرم محمد ابراہیم صاحب ترانی پورہ نے بیعت کی تھی۔ مکرم محمد ابراہیم صاحب کی عمر اس وقت ۶۹ سال ہے۔ ان کے بیعت کرنے پر علماء نے گاؤں کے لوگوں کو ان کے ہلاک کرنے پر برانگیختہ کیا۔ ان کے گلے میں ڈیڑھ من

کے قریب لکڑیاں باندھ کر ان پر مٹی کا تیل ڈال دیا گیا اور دیا سلائی لگانے ہی والے تھے کہ ایک شخص نے مداخلت کر کے ان کو روک دیا۔ اس طرح ہمارے اس بھائی کی جان اللہ تعالیٰ نے بچالی اور اپنے بندے ابراہیم پر آگ کو ٹھنڈا کر دیا۔ الحمد للہ۔ پولیس کے پوچھنے پر مولویوں نے اپنی انگیخت کا انکار کر دیا جس سے لوگوں پر اچھا اثر ہوا۔ اور کچھ لوگ احمدیت میں داخل ہو گئے۔ یہ ان دُور دراز کے احمدیوں کی قربانی کی ایک مثال ہے۔

سُندر بن سے ربوہ کے لئے واپسی

آٹھ مارچ کو نماز فجر کے بعد واپسی کا پروگرام تھا۔ صدر جماعت اور دیگر بہت سے احباب نماز کے بعد مشایعت کے لئے ساتھ ہو لئے۔ ہندو صاحبان کے تین نمائندے بھی الوداع کہنے کے لئے آئے تھے۔ مسجد احمدیہ کے پاس سے ہی چھوٹی ندی میں چھوٹی کشتی میں ہمیں سوار کرا دیا گیا اور احباب کنارے پر چلتے رہے۔ جس جگہ بڑے دریا میں موٹر لانچ کھڑی تھی وہاں تک سب دوست تشریف لائے۔ دُعا کے بعد مصافحے اور معانقے ہوئے اور پُرنم آنکھوں کے ساتھ احباب آٹھ بجے کے قریب ہم سے جُدا ہوئے اور دخانی کشتی پانیوں کو چیرتی ہوئی دو بجے دن کے قریب ست خیرہ گھاٹ پر ہمیں پہنچا رہی ہے۔ الحمد للہ۔ ہم نے یہاں پر شکریہ کے ساتھ موٹر لانچ کے کارکنوں کو رخصت کر دیا ہے۔ یہ لوگ اور ان کے انچارج مکرم افسر الدین صاحب بہاری اور جناب محمد کفیل صاحب بہاری بہت محبت اور سلوک سے پیش آئے۔ جزاھم اللہ خیراً۔

ست خیرہ گھاٹ سے بذریعہ کار مکرم میجر ملک عبد الرحمٰن صاحب اپنے مکان پر جیسور لے آئے یہاں کے مقامی احباب سے ملاقات ہوئی۔ مکرم میجر ملک نیاز احمد صاحب اور مکرم میجر ملک سعید احمد صاحب اور محترم عبد الرحمٰن صاحب بہاری ہیڈ ماسٹر سے مل کر بہت خوشی ہوئی۔ رات بسر کرنے کے بعد ۹ مارچ کو اا بجے دن حسب پروگرام امیر صاحب کی معیت میں ہوائی جہاز کے ذریعہ جیسور سے ڈھاکہ پہنچا۔ تھوڑے سے وقفہ کے بعد دوسرا ہوائی جہاز ڈھاکہ سے لاہور کے لئے محو پرواز ہو گیا۔ ڈھاکہ کے ایر پورٹ پر حضرت امیر صاحب مشرقی پاکستان کے علاوہ محترم صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب اور عزیزم مولوی ملک الرشید چودھری اور بعض دوسرے احباب بھی تشریف لے آئے تھے۔ دُعا کے بعد ربوہ کے لئے روانگی ہو گئی اور میں رات کو آٹھ بجے بخیر و عافیت ربوہ پہنچ گیا۔ وللہ الحمد فی الآخرۃ والاولیٰ۔

درخواست دُعا

الفرقان کے خاص معاونین کے لئے احباب سے خاص دعا کی درخواست ہے۔ جزاھم اللہ خیراً۔

(ایڈیٹر)

مبلغ گیمبیا کا ذاتی خط

محترم چوہدری محمد شریف صاحب مبلغ گیمبیا نے وہاں پہنچنے پر حسب ذیل خط تحریر فرمایا ہے۔ تحریک دعا کے لئے اسے شائع کیا جاتا ہے ——— (ایڈیٹر)

حضرت مولانا ابوالعطاء الجالندھری الفاضل ادامہ اللہ لنا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید ہے آپ بخیریت ہوں گے۔ خاکسار آپ کی محبانہ و مخلصانہ و مشفقانہ دعاؤں کے ساتھ ۳ فروری کو آپ سے جدا ہو کر ۲۴ فروری کو یہاں باتھرسٹ پہنچ گیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک وجزاکم اللہ احسن الجزاء علیٰ دعواتکم الصالحات وتحملکم المشقۃ والعناء باللیل البارد لأجل ھذا العبد العاجز۔

تقریباً سارا راستہ ہی مجاہدہ میں طے ہوا۔ ربوہ میں چناب بند تھی۔ ۲½ بجے رات کے گھر سے روانہ ہونا پڑا۔ چھوٹے بچے تو ماشاء اللہ سو رہے تھے ان کو صبح پتہ لگا ہو گا کہ "أَيْنَ ذَهَبَ أَبِيْ؟" ہوشمند جاگ رہے تھے۔ بعض آپ کے ساتھ دعا کر کے رخصت کرنے آئے برادرم محمد صدیق صاحب کو ساتھ سفر کرنے کی اجازت نہ ملی۔ بس میں جگہ ہی نہ تھی۔ لاہور سے کراچی پہنچا تو معلوم ہوا کہ کمپنی والوں نے میرا پاسپورٹ نا امید ہو کر لاہور ہمارے تبشیر کے ایجنٹ کو واپس بھیج دیا ہے وہ وہاں سے راتوں رات ٹیلیفون کر کے منگوایا گیا۔ آگے دیکھا تو بکنگ نہ ہوئی تھی۔ بکنگ ٹیلیفون وغیرہ کر کے کروائی گئی۔ دوسرا دن چڑھا پاسپورٹ ملا تو معلوم ہوا کہ فارن ایکسچینج کیلئے گورنمنٹ نے ایک پیسہ بھی نہیں دیا۔ دوسرے دن سٹیٹ بنک والوں کا جا کر سر کھپایا تو وہاں سے صرف -/5 پونڈ راستہ کے اخراجات کے لئے ملے۔ فالحمد للہ رب العالمین۔ بیروت میں اُترا۔ ایک ہفتہ وہاں قیام کیا۔ سب احباب جماعت اور عزیزم مکرم مولوی غلام باری صاحب سیف متعلم جامعۃ بیروت العربیۃ سے ملاقات ہوئی۔ سب خوش ہوئے اور مَیں بھی اپنے ایمان کو تازہ کر کے آگے چلا۔ بیروت ہوائی اڈہ پر سب سے رخصت ہوا۔ معلوم ہوا کہ ہمارا PIA کا جہاز آج شام کی بجائے کل صبح آٹھ بجے آئے گا۔ اس ۱۹ گھنٹہ تاخیر کی وجہ سے میرا جہاز جس نے سوئٹزرلینڈ (جنیوا) سے مجھے رات کو اٹھا کر صبح سویرے سینیگال (مغربی شمالی افریقہ) پہنچانا تھا وہ نکل گیا۔ خدا خدا کر کے دوسرے دن روانہ ہو کر دو بجے دوپہر جنیوا میں پہنچا۔ مجبوراً وہاں سے روم واپس آیا۔ وہاں سے ایک اور اٹالین جہاز پکڑ کر وقت مقررہ پر ڈاکار (سینیگال) میں بفضلہ تعالیٰ ۲۴ فروری کی صبح کو پہنچ گیا۔ براعظم ایشیا و یورپ پیچھے رہ گئے اور مَیں نے صبح فجر کی نماز براعظم افریقہ کے مغربی حصہ میں ادا کی۔ دس بجے دن ڈرتے ہوئے دل کے ساتھ رَبِّ أَنْزِلْنِيْ مُنْزَلًا مُّبَارَكًا وَأَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ پڑھتا ہوا گیمبیا کی سرزمین میں اُترا۔ خدا تعالیٰ کے فرشتوں نے چیدہ چیدہ اصحاب جماعت کو زیر قیادت عزیز مکرم مولوی داؤد احمد حنیف صاحب ایرپورٹ پر بھیجا ہوا تھا۔ سب کو مل کر اور دوبارہ جلد ہی مل کر سب تکالیف راستہ نسیاً منسیاً ہو گئیں۔ فوٹو اترے اور ہم احمدیہ مشن میں دعا کرتے ہوئے داخل ہوئے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

آپ کے عطر سے مَیں راستہ میں ممسوح رہا۔ آپ کے لئے دعا کرتا رہا۔ آپ جیسے محب بزرگ تو بھول سکتے ہی نہیں فجزاکم اللہ عنا احسن الجزاء۔ اب آپ سے یہاں اپنے مشن میں کامیابی کے لئے درخواست دعا کرتا ہوں۔ کام شروع کر دیا ہے۔ محترم گورنر صاحب اور ان کے وزراء کرام اور حکومت کے افسران وغیرہ اور دیگر معزز شہریوں سے ملاقاتیں ہو رہی ہیں۔ آج یہاں ماریطانیا کے پریذیڈنٹ صاحب تشریف لائے ہوئے ہیں، سرکاری دورہ پر۔ ان سے بھی گورنمنٹ ہاؤس میں ملاقات ہو گئی ہے۔ ان کو قرآن مجید مع انگریزی ترجمہ، اسلامی اصول کی فلاسفی اور حمامۃ البشریٰ بھی تحفۃً دیدی ہیں۔

آپ کی اہلیہ محترمہ اور عزیزان عطاء الکریم اور عطاء المجیب صاحب کی خدمت میں مسنون السلام علیکم۔ والسلام علیکم

خاکسار محبکم المخلص — محمد شریف

از باتھرسٹ　۳/۳/۶۷

اِسْمُهُ الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ

مُسلم ورلڈ کے اعتراضات کا جواب

(محترم جناب شیخ عبدالقادر صاحب۔ لاہور)

ہالینڈ سے ڈاکٹر زویمر کا جاری کردہ مجلہ "مسلم ورلڈ" شائع ہوتا ہے۔ یہ رسالہ مستشرقین کے خیالات کا آئینہ دار ہے اور عیسائی حلقوں میں بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ اپریل ۱۹۶۱ء کی اشاعت میں اداریہ "قرآن کا گمشدہ ورق" (The Missing chapter) کے عنوان سے لکھا گیا۔ اس مقالہ میں مورس ایس سیل نے یہ ثابت کرنے کی سعی کی ہے کہ قرآن مجید میں حضرت مسیح علیہ السلام کے سوانح انجیل سے بہت کچھ مختلف ہیں اور پھر نامکمل بھی ہیں۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ قرآنی مسیح کی کہانی کا کوئی ورق ——— درج ہونے سے رہ گیا۔ "گمشدہ ورق" کی نشان دہی اور تلاش کے لئے مذکورہ اداریہ لکھا گیا۔ پہلی بات جس سے نصاریٰ کو حیرت ہوتی ہے حضرت مسیح کا نام ہے قرآن میں عیسیٰ کا نام ہے اور انجیل میں یسوع لکھتے ہیں:۔

"سب سے پہلے تو ہم مسیح کا نام دیکھ کر ہی چکرا جاتے ہیں عیسیٰ نام سے ہم مطلقاً شناسا نہیں ہیں۔ یسوع کی آخری میم شروع میں کیسے لگ گئی ہم سمجھنے سے قاصر ہیں۔ یسوع کا رُوٹ یسع ہے جس کے معنی نجات دینے کے ہیں۔ عیسیٰ کا مادہ یسع نہیں ہو سکتا۔ انجیل میں لکھا ہے کہ تم اسے یسوع کے نام سے پکارو گے کیونکہ وہ اپنے لوگوں کو گناہوں سے نجات دینے والا ہوگا۔ ظاہر ہے کہ عیسیٰ کا لفظ ان معنوں کے مطابق نہیں ہے۔ یسوع سے عیسیٰ کیسے بن گیا؟ یہ امر حیران کن ہے۔"

سب سے پہلے ہم اسی اعتراض کو لیتے ہیں کہ انجیل کا یسوع قرآن میں عیسٰے کیسے بن گیا؟ اس کا جواب ہم اپنے ایک مضمون میں بالتفصیل دے چکے ہیں جو کہ الفضل میں شائع ہو چکا ہے۔ یاد دہانی کے طور پر بعض باتیں درج ذیل ہیں:۔

۱۔ نصاریٰ کے ہاں حضرت مسیح علیہ السلام کا اصل نام محفوظ نہیں۔ یونانی اناجیل میں "آئی سُوائش"

نام ہے۔ سُریانی میں ایشوع۔ لاطینی میں یسوس یا اسوس۔ اصل نام عبرانی یا آرامی میں رکھا گیا۔ لیکن اس زبان کی اناجیل مفقود ہیں متی حواری نے آرامی میں انجیل لکھی تھی۔ یہودی مسیحیوں نے عبرانی انجیل مرتب کی۔ یہ انجیلیں چرچ نے رد کر دیں، ان کو محفوظ نہیں رکھا گیا۔ اصل انجیلوں کے ضائع ہونے کے باعث نام کی صحیح صورت کا متعین کرنا مشکل ہے ہیسٹنگ بائیبل ڈکشنری میں تسلیم کیا گیا کہ یسوع نام کا صحیح تلفظ ہمارے ہاں محفوظ نہیں ہے۔

۲۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی مادری زبان آرامی تھی۔ عبرانی میں یشوعؔ یا یشوعہ نام ہے۔ آرامی میں الیسوع۔ اہلِ گلیل حروفِ حلقی ادا کرنے میں دقت محسوس کرتے تھے۔ انکے ہاں الیسوعہ کا عیسیٰ بن چکا تھا۔ حضرت مریم صدیقہ گلیل میں رہتی تھیں۔ فرشتہ نے ان کو بیٹے کی بشارت اُنہی کی زبان میں دی اور نام عیسیٰ بتایا۔ گلیلی زبان میں آپ کو عیسیٰ کہا جاتا اور دوسرے لوگ الیسوعہ یا یسوع کے نام سے آپ کو پکارتے۔ حواریوں میں جو کہ گلیل کے رہنے والے تھے آپ عیسےٰ نام سے موسوم ہوئے۔

۳۔ آبائے کلیسا کی شہادت تاریخ میں محفوظ ہے کہ نصاریٰ سب سے پہلے عیسائیو (یا "اِسی سائیو") کہلاتے تھے کرسچین وہ بعد میں کہلائے[۵]۔ چونکہ حواریوں میں حضرت مسیح عیسےٰ نام سے موسوم تھے اس لئے وہ عیسائیو کہلاتے تھے یسوعی نہیں کہلائے۔

۴۔ آرامی زبان کی شاخ منڈین زبان میں "نصاریٰ یحیٰ" کے صحائف مرتب ہوئے۔ یہ صحیفے منڈیہ فرقہ کی تحویل میں ہیں۔ یہ لوگ قرونِ اولیٰ میں شرق اردن سے ہجرت کرکے عراق میں جا بسے تھے۔ ان کے صحائف میں "عیسو مسیح" نام ہم پاتے ہیں۔—— (انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن اینڈ ایتھکس زیرلفظ منڈین)

۵۔ جنوبی شام میں نصاریٰ کی ایک قدیم خانقاہ تھی ۵۷۱ عیسوی تک اس کا نام "عیسانیہ" تھا یعنی عیسےٰ کے ماننے والوں کی خانقاہ۔

(جیزز اِن قرآن از پیرنڈر)

۶۔ بھوشِ پران میں حضرت مسیح علیہ السلام کا نام "عیسیٰ مسیح" ہے۔

راجہ شالباہن کو حضرت مسیح علیہ السلام نے خود یہ نام بتایا۔ مزید لکھا ہے کہ ایک نام آپ نے "یُوسا شافت"[۶] بھی بتایا یعنی یسوع آسف۔ جو کہ بعد میں بگڑ کر یُوز آسف بن گیا۔ ظاہر ہے کہ آپ کا حقیقی نام عیسیٰ مسیح تھا۔ اس نام کے دوسرے تلفظ کے مطابق آپ یشوع بھی کہلاتے

---

[۵] ملاحظہ ہو میتھو بلیک کی کتاب The origin of Christianity P. 72

[۶] جیزز اِن روم از رابرٹ گریوز۔ آخری باب +

تھے۔ آسف آپ کا لقب تھا۔ چونکہ آپ کا مشن بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کو مجتمع کرنا تھا اس لئے آپ آسف کہلاتے۔ عبرانی کالڈی ڈکشنری میں لکھا ہے کہ آسف کے معنے Collector کے ہیں یعنی اکٹھا کرنیوالا۔

۷ ۔ تبت کی خانقاہوں میں روسی سیاح نوٹووچ کو حضرت مسیح کی نامعلوم زندگی کے حالات ملے ہیں۔ ان میں "مقدس عیسیٰ" کے خطاب سے آپ کو یاد کیا گیا۔

۸ ۔ عبرانی نسل کے عیسائی چونکہ کنعان سے بھاگ کر شام و حجاز میں آباد ہوئے اس لئے عرب و شام میں عیسیٰ نام مشہور ہوا۔ اشعارِ جاہلیت میں عیسیٰ نام ہمیں ملتا ہے۔ حد یہ ہے کہ بعض عیسائی شعراء[1] کے کلام میں بھی عیسیٰ نام ہم پاتے ہیں۔

۹ ۔ عربستان کے بعض کتبات میں بھی عیسیٰ نام کے آثار ملے ہیں۔ قبل اسلام کے کتبات کے پیش نظر ایک جدید نظریہ پیش کیا گیا کہ "هیسع" سے مراد سوائے عیسیٰ کے اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ ایک کتبہ میں عیسٰے کے مشابہ یہ نام ملا ہے۔

(جیز تدوین قرآن باب اوّل)

اس تحقیق سے ظاہر ہے کہ آپ کا حقیقی نام عیسیٰ تھا۔ عبرانی تلفظ میں آپ یسوع بھی کہلاتے تھے۔ حضرت مریم کو انہی کی زبان میں بشارت دی گئی اور نام عیسٰے بتایا گیا۔ گلیل کی آرامی زبان میں عیسیٰ کہتے تھے اور مذہبی زبان یعنی عبرانی میں یسوع۔

قدیم اور اصل نام عیسیٰ ہے یا یسوع؟ اس سوال کے جواب میں آج سے چونسٹھ سال قبل حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:-

"پُرانا نام عیسیٰ ہی ہے۔ تمام عرب میں عیسیٰ کا لفظ ہے۔ یسوع کا ذکر پُرانے عرب اشعار میں نہیں پایا جاتا۔ چونکہ عیسٰے نبی تھے اس لئے (ممکن ہے کہ) مصلحتاً انہوں نے کسی موقعہ پر عیسیٰ کو بدل کر یسوع بنا لیا ہو"

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۱۹)

(۲)

دوسرا اعتراض مسیح نام کے متعلق کیا گیا۔ عبرانی میں یہ نام مشیح ہے جس کے معنی کہانت اور بادشاہت کے تیل سے مسح کیا گیا کے ہیں۔ بنی اسرائیل میں دستور تھا کہ وہ اپنے احبار اور بادشاہوں کے سر تیل سے مسح کیا کرتے تھے۔ اسلئے وہ اپنے اماموں اور بادشاہوں کو مشیح کہتے تھے۔ اعتراض یہ ہے کہ عربی میں مسیح کے کوئی معین معنے نہیں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اہل لغت نے مختلف فیہ معنے کئے ہیں۔ مثلاً بیضاوی نے مسیح کے چار معنے دیئے ہیں:-

۱۔ برکت دیا گیا۔
۲۔ گناہ سے پاک کیا گیا۔

---

[1] عربستان میں مسیحیت از پادری سلطان محمد پال صفحہ ۲۶۴

۳۔ دنیا کے کناروں تک مساحت کرنیوالا۔
۴۔ ممسوح بواسطہ جبرائیل۔
عبرانی میں اس خطاب کے ایک ہی معنے ہیں۔ کاہنوں اور بادشاہوں کو مقدس تیل سے مسح کیا جاتا تھا۔ اسی رعایت سے آنے والے مسیحا کو اس خطاب سے یاد کیا گیا۔

اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ عربی، عبرانی اور آرامی میں مشح یا مسح رُوٹ کے بنیادی معنے مسح کرنا یا پیمائش (مساحت) ہیں۔ قرونِ اولیٰ کے عیسائیوں میں بھی یہی دو معنے مشہور رہے۔ مصر کے آثارِ قدیمہ سے انجیل فلپ برآمد ہوئی ہے۔ یہ انجیل دوسری صدی کے مصری عیسائیوں کی تحویل میں تھی۔ اس انجیل میں لکھا ہے کہ لفظ مسیح میں جو رُوٹ ہے اسکے دو معنے ہیں۔ مسح کرنا اور پیمائش۔ مسیح وہ ہے جو کہ الفاظ میں قدسیہ سے مسح کیا گیا، برکت دیا گیا اور جس نے مساحت کی۔ اس خطاب کے کچھ بنیادی معنے ہیں اور کچھ ثانوی۔ تفسیر بیضاوی میں دو بنیادی اور دو ثانوی معنے دیئے گئے۔ اور یہ سب اپنی اپنی جگہ پر درست ہیں۔ عبرانی کالدی ڈکشنری میں مارشح رُوٹ کے معنے ہاتھ پھیلا کر مسح کرنا یا پیمائش کے لکھے ہیں اور یہ بھی واضح کیا گیا کہ یہ وہی لفظ ہے جو کہ سُریانی میں مشح اور عربی میں مسح ہے۔

تاج العروس میں ہے کہ مسیح کو اسلئے مسیح کہتے تھے کہ وہ خدا کی برکت سے مسح کیا گیا۔

امام راغب مفردات میں لکھتے ہیں کہ مَسْحٌ کے معنے ہاتھ پھیرنا، نشان و اثر دُور کرنا (مثلاً بیماری یا گناہ کا اثر)، پوچھنا۔ مَسَحَ الْاَرْضَ: زمین کی پیمائش کی۔ مَسْحٌ: سفر کرنا۔

پھر لکھتے ہیں:۔

"حضرت عیسیٰؑ کو اس لئے مسیح کہا گیا ہے کہ وہ زمین میں سیاحت کرنیوالے تھے۔ نیز کہا گیا کہ حضرت عیسیٰ جس بیمار کو چھُوتے تھے وہ اچھا ہو جاتا تھا۔ حضرت عیسیٰؑ کو اس لئے مسیح کہتے ہیں کہ اُن سے تمام قوائے ذمیمہ مثلاً جہالت، شہوت، حرص و دیگر اخلاقِ رذیلہ دُور کر دیئے گئے تھے۔"

یہ سب معانی بنیادی معنوں کے گرد گھومتے ہیں۔ اداریہ نویس کا اعتراض قلتِ تدبّر کا نتیجہ ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام مسیح کے ایک معنے بایں الفاظ بیان کرتے ہیں:۔

"دراصل مسیح اس صدیق کو کہتے ہیں جس کے مسح یعنی چھونے میں خدا نے برکت رکھی ہو اور اس کے انفاس اور وعظ اور کلام زندگی بخش ہوں۔"
(ایام الصلح صفحہ ۱)

پھر فرماتے ہیں:۔

"یاد رکھنا چاہیئے کہ شریعت موسوی میں خلیفۃ اللہ کو مسیح کہتے تھے۔ اور حضرت داؤد کے وقت یا اُن سے کچھ عرصہ پہلے یہ لفظ بنی اسرائیل میں

شائع ہو گیا تھا۔ بہر حال اگرچہ بنی اسرائیل میں کئی مسیح آئے لیکن سب سے پیچھے آنے والا مسیح وہی ہے جس کا نام قرآن کریم میں مسیح عیسیٰ بن مریم بیان کیا گیا ہے۔ بنی اسرائیل میں مریمیں بھی کئی تھیں اور ان کے بیٹے بھی کئی تھے لیکن مسیح عیسیٰ بن مریم یعنی ان تینوں ناموں سے ایک مرکب نام بنی اسرائیل میں اس وقت اور کوئی نہیں پایا گیا" (ازالہ اوہام ص ۶)

(۳)

یہ بھی اعتراض ہے کہ دانیال نبی کے صحیفہ میں آنے والے مسیح کو ابن آدم کہا گیا۔ اور لکھا ہے کہ سلطنت، حشمت اور مملکت اسے دی گئی اور ساری دنیا کی ملل و اقوام اس کے مطیع ہو گئیں (دانیال ۷/۱۴) ان معنوں میں انجیل میں ابن آدم خطاب بتکرار آیا ہے لیکن قرآن میں مفقود ہے۔ یہ اعتراض بھی حقیقت کے خلاف ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کا دعویٰ دانیال نبی کی پیشگوئی کا مصداق "ابن آدم" ہونے کا نہیں تھا۔ انجیل مرقس میں لکھا ہے:-

"جو کوئی اس بُرے اور بے خدا زمانہ میں مجھ سے اور میری باتوں سے شرمائے گا تو ابن آدم بھی جب اپنے باپ کے جلال میں پاک فرشتوں کے ساتھ آئے گا تو اس سے شرمائے گا" (مرقس ۸/۳۸)

اس حوالہ سے ظاہر ہے کہ ابن آدم کا جلالی ظہور حضرت مسیح کے بعد ہونے والا تھا۔ بشارت دانیال کا مصداق ابھی آنے والا تھا۔ علمائے بائیبل بھی اس امر کو مان گئے ہیں کہ حضرت مسیح بشارت دانیال کے مصداق نہیں تھے۔ پیکس کومنٹری کے جدید ایڈیشن میں لکھا ہے:-

"Some scholars feel that Jesus distinguishes the Son of Man from himself." (704f)

کچھ علماء اب محسوس کرتے ہیں کہ مرقس ۸/۳۸ کے حوالہ میں یسوع نے خود کو ابن آدم سے الگ کیا ہے۔ ابن آدم اور ہے اور یسوع اور۔"

حضرت مسیح کی زبان آرامی تھی۔ اس زبان میں "بارنشا" کے معنے بظاہر ابن آدم ہیں لیکن اس سے مراد آدمی ہے یہ کوئی مخصوص خطاب نہیں بلکہ انسان اور آدمی کے معنوں میں آتا ہے۔ ایک عالم لکھتے ہیں:-

If Jesus used the term bar-nasha it was only, and could only be in the current sense

of "man," "son of man". (Jesus by Charles Guignebert P. 279)

ظاہر ہے کہ ابن آدم سے مراد ایک بشر ہے۔ قرآن نے بشریت مسیح پر پورا زور دیا ہے۔ بیکس بائیبل کومنٹری میں لکھا ہے کہ آرامی محاورہ میں ابن آدم محض "میں" یا "مجھے" کے معنوں میں بھی آتا ہے۔ یونانی اناجیل میں اس محاورہ کو نہ سمجھتے ہوئے لفظی ترجمہ کر دیا گیا۔:

It is often held that in this and other passages Son of Man is an over-translation in the Gr. Gospel tradition of an Aram. idiom which meant only 'I'. (682 h)

ابن آدم چونکہ کوئی مخصوص خطاب نہیں ہے، اسلئے قرآن حکیم میں یہ خطاب نہیں آیا۔

(۴)

افسوس کہ عیسائی مقالہ نگار کو یہ واضح فرق نظر نہیں آیا کہ قرآن حکیم میں حضرت مسیح کو عبد اللہ کہا گیا اور انجیل میں ابن اللہ۔ اب ثابت ہو چکا ہے ابن اللہ کا خطاب حضرت مسیح نے اختیار نہیں کیا۔ بلکہ یہ خطاب پولوس کی ایجاد ہے۔ ابتدائی عیسائی حضرت مسیح کو "عبد یہواہ" کہتے تھے۔ حضرت مسیح ناصری نے یہ تو فرمایا ہے کہ سارے نیک لوگ خدا کے بیٹے ہیں لیکن آپ نے خود کو حقیقی بیٹا کبھی نہیں کہا۔ ابن اللہ، اکلوتا بیٹا، کلمہ ازلی اور وسیلۂ تخلیق آپ کو بعد میں قرار دیا گیا۔ مشہور عیسائی Charles Guignebert نے اپنی کتاب Jesus میں ثابت کیا ہے کہ یسوع مسیح کبھی ابن اللہ نہیں کہلائے۔ انجیل کی محرفہ آیات میں آپ کو ابن اللہ کہا گیا۔ آپ کا دعوے "عبد یہواہ" ہونے کا تھا۔ عیسائیوں کے ابتدائی لٹریچر میں یہ خطاب موجود ہے۔ لکھتے ہیں: عربی میں اسی خطاب کو عبد اللہ کہتے ہیں۔ عبد کے معنے بچے کے بھی ہیں، اسی طرح عبد اللہ سے ابن اللہ بن گیا۔ (صفحہ ۲۶۲ تا ۲۶۶ و صفحہ ۱۲۵)

یہ تحقیق قرآنی صداقت کا ایک درخشندہ ثبوت ہے۔

(۵)

انجیل میں ایک ہزار الفاظ پر مشتمل آیات الحاقی ثابت ہو چکی ہیں۔ متن کے اختلافات تین لاکھ تک پہنچ چکے ہیں۔ انجیل مرقس کا آخری ورق، جس میں بنیادی عیسائی عقائد کا ذکر ہے، سراسر الحاقی ہے۔ انجیل یوحنا کا پہلا اور آخری ورق الحاقات کا مجموعہ ہے۔ انجیل لوقا کے آخری اور

---

* اعمال الرسل کے پہلے ورق میں محرفہ عبارتیں درج ہیں۔ جن لوگوں نے انجیل میں بنیادی عیسائی عقائد پر مشتمل اوراق بڑھائے ہیں وہ "قرآن میں گم شدہ ورق" کا نظریہ پیش کرنے میں بڑی حد تک معذور ہیں۔ اناجیل کو محرفہ عبارتوں سے پاک کیجئے قرآن مجید کے بیانات میں آپ کو "القول الحق" نظر آئیں گے۔ قرآن نے اناجیل حذف میں گم ہونے سے پہلے پیش کئے ہیں۔ جواہر کی قدر کو جوہری خوب جانتے ہیں۔ وہ لوگ کیا جانیں جن کی معرفت کی آنکھ بند ہے *

حاصلِ مطالعہ

(محترم جناب مولوی دوست محمد صاحب شاھد)

الزامی جواب کی ایک دلچسپ مثال

حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی قدس سرہ العزیز رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت لکھا ہے کہ :-

"ایک پادری صاحب دہلی میں واسطے مباحثہ کے آئے۔ مسٹر مشکن صاحب بہادر ایجنٹ گورنر نے پادری صاحب سے کہا کہ شرط مقرر کرنی چاہیئے جو کوئی دونوں میں سے ہار جائے گا اس سے دو ہزار روپیہ لئے جاویں گے۔ اگر شاہ عبدالعزیز ہار گئے تو میں دوں گا کس واسطے کہ وہ فقیر ہیں اور پادری صاحب کو مولوی صاحب کی خدمت میں لائے اور سب حال بیان کیا۔ بعدہٗ پادری صاحب نے کہا کہ ہم سوال کرتے ہیں اور جواب اس کا معقول چاہتے ہیں منقول نہ ہو جب یہ بات ٹھہر گئی تو پادری صاحب نے سوال کیا کہ تمہارے پیغمبر حبیب اللہ ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ پادری صاحب نے کہا تمہارے پیغمبر نے بوقت قتل امام حسین علیہ السلام فریاد نہ کی حالانکہ حبیب کا محبوب زیادہ تر محبوب ہوتا ہے خدائے تعالیٰ ضرور توجہ فرماتا۔ جناب مولانا صاحب نے جواب دیا کہ پیغمبر صاحب واسطے فریاد کے جو تشریف لے گئے پردۂ غیب سے آواز آئی کہ ہاں تمہارے نواسے پر قوم نے ظلم کر کے شہید کیا لیکن ہم کو اس وقت اپنے بیٹے عیسیٰ کا صلیب پر چڑھانا یاد آیا ہوا ہے اس سبب سے پیغمبر صاحب خاموش ہو رہے۔ اور پادری صاحب نے دو ہزار روپیہ بابت شرط کے ادا کئے۔" (ملفوظات شاہ عبدالعزیز صفحہ ۲۲۵ و صفحہ ۲۲۶۔ مترجم مولوی محمد علی لطفی۔ وفقی انتظام اللہ شہابی۔ ناشر پاکستان ایجوکیشنل پبلشرز لمیٹڈ ۱۲ میری روڈ کراچی۔ سال اشاعت ۱۹۶۰)

سیدنا المسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صلیبی فتنہ کو پاش پاش کرنے کے لئے الزامی جوابات کا جو موثر اور باطل شکن حربہ استعمال فرمایا ہے وہ اسلام اور عیسائیت کی جنگ میں کبھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ علم کلام کے اس کارگر ہتھیار

کی نوعیت و اہمیت کا اندازہ مندرجہ بالا واقعہ سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔

مقامِ محمود

"شاعرِ مشرق" اقبال کے ایک شعر کی توضیح میں جناب پروفیسر یوسف سلیم چشتی لکھتے ہیں:۔

"اقبال لکھتے ہیں کہ مسلمان کے لئے وہ
موسیقی جائز ہے جو اس کے قلب کو خوف
اور غم سے پاک کر کے دائمی سرور اور
ابدی اطمینان عطا کر دے اور وہ موسیقی
قرآن مجید کی تلاوت سے حاصل ہو سکتی
ہے۔ یہ وہ موسیقی ہے جس کی بدولت
ایاز (غلام) کو محمود (سلطان) کا مقام
حاصل ہو جاتا ہے۔ اس مصرع میں مقامِ
محمود کی ترکیب بہت خوب ہے بلکہ میری
تحسین سے بالا تر ہے کیونکہ "مقامِ محمود"
کے دو معنی ہو سکتے ہیں۔ ایک معنے تو
وہی ہیں جو میں نے بیان کئے ہیں دوسرے
اور ارفع معنی یہ ہیں کہ اس میں اشارہ
ہے اس آیتِ مبارکہ کی طرف عسیٰ
اَن یبعثک مقاماً محموداً الخ"
(شرح ضربِ کلیم صـ۳۷۳، صـ۳۷۴ طبع
اوّل۔ ناشر عشرت پبلشنگ ہاؤس
ہسپتال روڈ۔ انار کلی لاہور)

وہ اصحاب جو "مقامِ محمود" کی اصطلاح کو (ظلّی اور بروزی طریق سے) عالمِ اسلام کی کسی بزرگ شخصیت کیلئے استعمال کرنے پر برہمیٔ مزاج کا مظاہرہ کرتے اور بر سرِ "المنبر" طعن و تشنیع پر اتر آتے ہیں کیا ڈاکٹر اقبال صاحب کے اس نظریہ کے خلاف بھی قلم اٹھائیں گے؟

"ولادتِ دستور"

"ایشیا" کے مدیر جناب نصر اللہ خاں عزیز کا ایک قلمی شہ پارہ ("منشور" کراچی اپریل ۱۹۵۶ء سے منقول):۔

"۲۳ر مارچ کو پاکستان کا یومِ جمہوریہ
اسلامیہ بڑی دھوم دھام سے منایا جا رہا
ہے اور کیوں نہ منایا جائے پاکستان کا
دستور نہیں بنا بلکہ ایسے شخص کے گھر میں فرزند
ارجمند تولد ہوا ہے جو اولاد سے بالکل
مایوس ہو چکا تھا۔ پہلے اس نے ایک بیوی
کی، خیال تھا کہ پہلے ہی سال میں وارثِ
جائداد پیدا ہو جائے گا مگر سال پر سال
گزرتے گئے، دنیا منتظر رہی کہ بیگم صاحبہ
کا پیر بھاری ہے عنقریب ان کی گود
ہری ہونے والی ہے۔"

کہاں ہیں وہ "باذوق ادیب" جن کی نازک طبع پر امامِ عصر کے لٹریچر میں ولادت و حمل معنوی وغیرہ استعارات ناقابلِ برداشت حد تک گراں ہیں؟

بلا تبصرہ

رسالہ "سیارہ ڈائجسٹ" کے سالنامہ (۱۹۵۶ء)

سے ایک اقتباس بلا تبصرہ ہدیۂ قارئین کیا جاتا ہے۔ صاحبِ مقالہ "تحریکِ پاکستان" کے عنوان سے ص۱۲۹ پر دہلی دروازے کی ایک کانفرنس کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:۔

"دلّی دروازے کے باہر بڑے دھوم دھڑکے سے کانفرنس ہوئی جس میں "امیرِ شریعت" سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے پاکستان اور پاکستانیوں کا ذکر ان حسین الفاظ میں کیا:۔

"یہ لوگ پاکستان مانگتے ہیں.... پاکستان! جانتے ہو کیا مانگتے ہیں؟ پاکستان! پاکی استان..... انہیں پاکی استان چاہیئے۔ دے دیجئے استرے ان کے ہاتھوں میں اور بھیج دیجئے غسلخانوں میں۔"

امن کا فرنگی "پیغمبر"

ڈاکٹر مقصود زاہدی کا کلام بعنوان "لارڈ رسل کو سلام"

؎ مجلسِ اقوام کے ہر حیلہ جُو پہ چارہ ساز
خوف سے تب بھی سمٹ جاتے ہیں سنکر تیرا نام
اے رسل! اے امن و عافیت کے پیغمبر سلام
نیست پیغمبر ولیکن در بغل دارد کتاب
پیروانِ اہرمن کھاتے ہیں تجھ پر پیچ و تاب
تو ہی کر سکتا ہے ڈٹ کر ہر ستم پر احتساب
ہو جہاں بھی ظلم وہ کشمیر ہو یا ویت نام
اے رسل! اے امن و عافیت کے پیغمبر سلام
اے کہ تو لاریب ہے دنیائے دانش کا امام
اے نقیبِ حریتِ دانشورِ عالی مقام
اے کہ تجھ پر ختم ہے حق و صداقت کا پیام
تا ابد تاریخ میں روشن رہے گا تیرا نام
اے رسل! اے امن و عافیت کے پیغمبر سلام

(مشرق ۱۰ فروری ۱۹۶۶ء ص۳)

معلوم ہوتا ہے کہ "تحفظِ ختم نبوت" کے علمبرداروں کے نزدیک برطانوی مفکر لارڈ برٹرنڈ رسل کو "امن و عافیت کا پیغمبر" قرار دینے سے سید المرسلین خاتم النبیین حضرت محمد مصطفٰے احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی نہیں ہو سکتی کیونکہ ان کی نگاہ میں یہ سوال صرف اُس وقت اُٹھتا ہے جب مقامِ نبوت کی نسبت ملّتِ بیضاء کے اُس خادم اور احمدِ عربی کے اُس مقدس غلام کی طرف کی جائے جو یہ منادی کر رہا ہو کہ ؎

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نورِ سارا
نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے

تکمیل ایمان کی ایک علامت

دنیائے تصوّف کے ایک ممتاز بزرگ اور صوفیٔ کامل حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ عوارف المعارف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث مبارک کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"بعثنا النبی رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم انّہ قال لا یکمل ایمان المرء حتّٰی یکون النّاس عندہ کالاباعر ثمّ یرجع الٰی نفسہ فیراھا اصغر صاغر اشارۃ الٰی قطع النظر عن الخلق والخروج منھم وترک التقید عن عاداتھم" (عوارف المعارف مصری جلد دوم باب ۲۳ ص ۱۲)

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمیں یہ روایت پہنچی ہے کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ کسی شخص کا ایمان مکمل نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کے نزدیک تمام لوگ مینگنی کے برابر نہ ہو جائیں۔ پھر وہ اپنے نفس کی طرف رجوع کرے تو وہ اسے اپنی نگاہ میں سب سے حقیر نظر آئے۔ اس زبانِ نبوی میں مخلوق سے قطع نظر کرنے اور علیحدگی اختیار کرنے اور اُن کی عادات کی پابندی ترک کرنے کی طرف اشارہ ہے"

اگر کوئی حق پرست انسان تکمیلِ ایمان کے اس معیار کی روشنی میں حضرت مسیح موعودؑ کے کلام منظوم کا مطالعہ کرے تو اُسے حضورؑ کے مقامِ عاجزی و فروتنی پر اعتراض کرنے کی کبھی جرأت نہیں ہو سکتی۔

"جہاد" اور "قتال"

ڈاکٹر وحید قریشی نے "۱۸۵۷ء کا جنگِ آزادی" کے نام سے ایک کتابچہ شائع کیا ہے جس میں جناب ابوالاعلیٰ صاحب مودودی کا ایک مقالہ بھی شاملِ اشاعت کیا گیا ہے "امیر جماعت اسلامی" اپنے اس مقالہ میں لکھتے ہیں "شریعت کی اصطلاح میں قتال اور جہاد دو الگ چیزیں ہیں۔ قتال اس جنگی کارروائی کو کہتے ہیں جو لڑنے والی فوجیں دشمن کی فوجوں کے خلاف کرتی ہیں اور جہاد اس مجموعی جدوجہد کو کہتے ہیں جو پوری قوم مجموعی طور پر اس مقصد کی کامیابی کے لئے کرتی ہے جس کی خاطر جنگ برپا ہوئی ہو۔ اس جدوجہد کے دوران میں قتال کبھی رُک بھی جاتا ہے اور ملتوی بھی ہو جاتا ہے مگر جہاد اُس وقت تک جاری رہتا ہے جب تک وہ مقصد حاصل نہ ہو جائے جس کے لئے وہ شروع ہوا تھا" (ص ۲۳)

خدا کا شکر ہے کہ "صالحین" کے امیر کی سمجھ میں آخر یہ نکتہ بھی آگیا کہ "قتال" "جہاد" کا فقط ایک حصہ ہے جو کبھی رُک بھی جاتا ہے اور ملتوی بھی ہو جاتا ہے" حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی ۱۹۰۲ء میں جہاد کے صرف اسی شعبہ کو جو "قتال" سے متعلق ہے ملتوی قرار دیتے ہوئے فرمایا تھا ؎

کیوں بھولتے ہو تم یضع الحرب کی خبر
کیا یہ نہیں بخاری میں دیکھو تو کھول کر
فرما چکا ہے سیّدِ کونین مصطفٰے
عیسٰی مسیح جنگوں کا کر دے گا التوا (تحفہ گولڑویہ)

حضرت مسیح موعودؑ کی شاندار علمی فتح

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے

علم کلام میں کتنی شاندار فتح نصیب ہوئی، اس کی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔ یہاں بطور نمونہ میرزا ابوالفضل بن فیاض کی کتاب "غریب القرآن فی لغات" کے بعض اقتباسات درج کئے جاتے ہیں۔ یہ کتاب ۱۹۴۷ء میں ڈو مینین بک کسرن بشیر باغ حیدرآباد دکن کی طرف سے شائع کی گئی تھی۔ جماعت احمدیہ کے مخصوص مسائل میں قرآن مجید کے مندرجہ ذیل چار الفاظ کی تشریح و توضیح کو ہمیشہ نمایاں حیثیت حاصل رہی ہے۔ (۱) خاتم (۲) رفع (۳) نزول (۴) توفی۔ "غریب القرآن" میں ان چاروں لفظوں کی وضاحت کرتے ہوئے تحریک احمدیت کے مسلک کی مکمل تائید کی گئی ہے:-

خاتم

لفظ "خاتم" کی تشریح میں لکھا ہے:-

"خاتَم (۱) = ما یُختم بہٖ جس سے مُہر لگائی جائے جس سے تصدیق کی جائے، مُہر۔ (۲) مصدّق۔ تصدیق کرنے والا۔ ما کان محمدٌ ابا احدٍ من رجالکم ولٰکن رسول اللّٰہ وخاتَم النبیّین (س۳۳: ۴۰) = رسولٌ من عند اللّٰہ مصدّقٌ لما معہم (س۲: ۱۰۱) = قول حضرت عائشہؓ قولوا انہ خاتم الانبیاء ولا تقولوا لا نبی بعدہٗ (درمنثور)۔ (۳) افضل۔ اشرف (۴) = زینۃٌ۔ خاتم بمعنی الزینۃ ماخوذ من الخاتم الّذی ھو زینۃ للابسہ (مجمع البحرین) (ص۹۶)

رفع

لفظ "رفع" کے تحت یہ نوٹ دیا گیا ہے:-

"رفع (۱) اونچا کرنا۔ بلند کرنا۔ رفع السمٰوات بغیر عمدٍ (س۱۳: ۲) رفع سمکھا (س۷۹: ۲۸)

(۲) اعزاز بخشنا۔ مرتبہ بلند کرنا۔ ورفعنا لک ذکرک (س۹۴: ۴) .... و رفعناہ مکاناً علیّاً (س۱۹: ۵۷) اور ہم نے ادریسؑ کو عالی مقام اعزاز بخشا۔

(۳) اٹھا لینا یعنی وفات دینا۔ طبعی موت دینا۔ ..... وما قتلوہُ یقیناً بل رفعہ اللّٰہ الیہ (س۴: ۱۵۸) اور بلاشک انہوں نے عیسیٰؑ کو قتل نہیں بلکہ خدا نے اس کو اپنے پاس اٹھا لیا (اُسے طبعی موت دی) ..... یاعیسیٰ انی متوفیک و رافعک الیّ (س۳: ۴۸) اے عیسیٰ میں تجھ کو طبعی موت دوں گا اور تجھے اپنے پاس اٹھا لوں گا۔ (یعنی اپنی قربت میں جگہ دوں گا" (ص۱۳۵۔ ص۱۳۶)

انزل

زیر لفظ "انزل" یہ معانی درج ہیں:-

"اَنزل (۱) اتارنا۔ بھیجنا۔ وانزل من السماء ماءً (س۲: ۲۲)۔

---

۵ لفظ سورۃ کا مخفف (ناقل)

(۲) قلب پر اتارنا۔ ذہن میں ڈالنا۔ دل میں ڈالنا۔ وحی کرنا۔۔۔۔ (۳) نعمتوں کے حصول کے اسباب بہم پہنچانا۔ وانزل لکم من الانعام (س ۳۹: ۷) قد انزلنا علیکم لباساً (س ۷: ۲۷) و انزلنا الحدید (س ۵۷: ۲۶) وانزلنا علیھم المنّ والسلوٰی (س ۷: ۱۵۹) وانزلنا الیکم نوراً مبیناً (س ۴: ۱۷۳)"

(ص۳۴۶)

توفّی

لفظ "توفّی" کے معنی پر درج ذیل الفاظ میں روشنی ڈالی گئی ہے:-

"توفّی۔ وفات دینا۔ موت دینا۔ حتّٰی اذا جاء احدکم الموت توفّتہ رسلنا (س ۶: ۶۱) اذا قبض روحہ (صحاح) اذا قبض نفسہ (لسان۔ تاج) فکیف اذا توفّتھم الملائکۃ (س ۴۷: ۲۷) وتوفّنا مع الابرار (س ۳: ۱۹۳) - فلمّا توفّیتنی کنت انت الرقیب علیھم (س ۵: ۱۱۷) قیل ھذا یدلّ علیٰ انّ اللہ سبحانہ توفّاہ قبل ان یرفعہ (فتح البیان)

(ص۳۱۳)

انیسویں صدی کا وسط اوّل اور انتظار مہدی

اٹھارھویں صدی عیسوی کے وسط آخر اور انیسویں صدی عیسوی کے وسطِ اوّل میں پورا عالمِ اسلام خصوصاً یہ برصغیر مجسّم انتظار بنا ہوا تھا۔ اس حقیقت کے ثبوت میں اس دور کے تین ممتاز شعراء میرزا محمد رفیع سودا، خرم علی بلہوری اور حکیم مومن خان مومن کے کلام سے چند اشعار کا انتخاب کافی ہوگا۔

۱۔ سودا (ولادت ۱۷۱۳ وفات ۱۷۸۱) نے دعا کی ؎

اے شاہ دیں پناہ شتابی سے کر ظہور
تا دوست ہوویں شاد تو دشمن ہوں پائمال
سودا کی آرزو وہ ہے کہ جب تو کرے ظہور
اس کی یہ مشتِ خاک ہو تیری صفِ نعال

۲۔ خرم علی بلہوری (ولادت ۱۷۹۰ وفات ۱۸۵۴) کا یہ شعر حضرت سید احمد صاحب بریلوی ؒ کے لشکر میں بطور رجز پڑھا جاتا تھا ؎

نہ کیونکر ہوں اس کام میں ناشکیب
ظہورِ امامِ زماں ہے قریب

۳۔ مومن کا مشہور شعر ہے ؎

زمانہ مہدیؑ موعود کا پایا اگر مومن
تو سب سے پہلے تو کہیو سلام پاک حضرتؑ کا

صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک چمکتا ہوا نشان

ڈاکٹر ڈوئی آف امریکہ کی ہلاکت کی پیشگوئی کا پُرشوکت ظہور

(محترم جناب مولوی محمد سعید صاحب انصاری مولوی فاضل مبلغ انڈونیشیا)

{ یہ قیمتی اور ایمان افروز مقالہ محترم مولوی صاحب موصوف نے علمی تقاریر کے اجلاس منعقدہ ۱۷ فروری ۱۹۶۷ء میں پڑھ کر سنایا۔ (ایڈیٹر) }

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو صدہا چمکتے ہوئے نشان عطا فرمائے۔ اُن نشانوں میں ڈوئی کی موت کا نشان ایک خاص امتیاز رکھتا ہے کیونکہ حضورؑ کے بعض دوسرے نشان تو صرف ہندوستان وغیرہ تک محدود تھے لیکن یہ نشان ہندوستان کے علاوہ یورپ اور امریکہ بلکہ ساری دنیا کے لئے نشان تھا۔ حضرت اقدسؑ نے ڈوئی کی موت کو "اسلام کی فتح عظیم" قرار دیا ہے۔ یہ وہ نشان ہے جس میں مقابلہ محض دو انسانوں کے درمیان نہ تھا بلکہ دراصل یہ توحید اور تثلیث، حق اور باطل کا معرکہ تھا جس میں اللہ تعالیٰ نے حامیٔ دینِ متین کو فتح مبین عطا فرمائی اور تثلیث کے علمبردار ڈوئی کو ذلت خیز ہزیمت۔ اور اس طرح اللہ تعالےٰ نے اپنے فعل سے یہ ثابت کر دیا کہ ان الدین عند اللہ الاسلام۔ کہ اسلام ہی زندہ مذہب ہے۔

ڈوئی جس کا پورا نام جان الیگزنڈر ڈوئی تھا ۱۸۴۷ء میں سکاٹ لینڈ کے شہر ایڈنبرا میں پیدا ہوا۔ یہ بڑا ذہین تھا، اتنا ذہین کہ چھ سال کی عمر میں ساری بائیبل پڑھ سکتا تھا اور سات سال کی عمر میں وہ عیسائیت کی تبلیغ کیا کرتا تھا۔ اُسے شروع ہی سے پادری بننے کا شوق تھا۔ اسی شوق کا یہ نتیجہ تھا کہ اُس نے ۱۸۶۸ء میں ایڈنبرا یونیورسٹی میں داخل ہو کر باقاعدہ پادری بننے کی تعلیم حاصل کی۔ ۱۸۷۲ء میں وہ ایک کامیاب خطیب اور پادری کی حیثیت سے پبلک کے سامنے آیا اور ۱۸۷۵ء میں اُس نے یہ اعلان کیا کہ یسوع مسیح کے کفارہ پر ایمان لانے سے بیماروں کو شفا دینے کی قوت پیدا ہو جاتی ہے اور یہ طاقت اس زمانہ میں اُسے عطا کی گئی ہے۔ "شفاءِ روحانی" کے اس نظریہ کو عالمگیر سطح پر پھیلانے کے لئے وہ امریکہ چلا گیا اور وہیں کی قومیت اختیار کر لی۔ ۱۸۹۳ء میں اس نے شکاگو کو اپنی مذہبی سرگرمیوں کا مرکز بنایا اور اس غرض کے لئے اس نے ایک کرایہ کے مکان میں "زائن ہوم" اور دوسرے مکان میں "زائن پرنٹنگ اینڈ پبلشنگ ہاؤس" کھولا۔ "زائن" کا لفظ اختیار کرنے میں یہ حکمت مدنظر تھی کہ عیسائیوں کا ایک

فرقہ مارمن اس لفظ کو "احیائے عیسویت" کا مترادف خیال کرتا تھا اور بائیبل میں ہر قسم کی فتوحات کو زائن کے ساتھ منسوب کرتا تھا اس لئے ڈوئی نے اس فرقہ کے اس خیال کو اپناتے ہوئے اپنے سلسلہ کے لئے زائن کے لفظ کو اختیار کر لیا۔ اس لفظ کے اختیار کرنے سے عوام اس کی طرف منسوب ہو گئے اور اُسے خوب شہرت حاصل ہوئی۔ اپنے عقائد کو پھیلانے کے لئے اُس نے اخبار "لیوز آف هیلنگ" جاری کیا۔ اس طرح اس کے معتقدین کی تعداد میں تیزی سے اضافہ ہونے لگا۔

ڈوئی نے یہ کامیابی دیکھ کر ۲۲ فروری ۱۸۹۶ء کو ایک نئے فرقے کی بنیاد رکھی اور اُس کا نام "کرسچین کیتھولک چرچ" رکھا۔ اس چرچ کے قیام کے وقت اُس نے یہ اعلان کیا کہ وہ عنقریب ایک شہر زائن کے نام پر تعمیر کرے گا۔ چنانچہ اس اعلان کے مطابق اس نے اس صدی کے عین روزِ اوّل یعنی یکم جنوری ۱۹۰۱ء کو گیارہ مربع میل کے وسیع رقبہ میں زائن یعنی صیحون نامی شہر کی بنیاد رکھی اور اسی سال پیغمبر ہونے کا دعویٰ بھی کیا۔

شہر صیحون کی تعمیر ڈوئی کا بہت بڑا کارنامہ تھا۔ اس سے اُس کو حیرت انگیز شہرت حاصل ہوئی ایسی شہرت جو امریکہ کی مذہبی تاریخ میں اس سے قبل کسی شخص کو حاصل نہ ہوئی تھی۔ چنانچہ اس موقع پر موقر رسالہ "منسیز میگزین" (Munsey's Magazine) کے مضمون نگار مسٹر گروونر نے یہ لکھا:۔

"دنیا کے عظیم المرتبت منتظمین میں یقیناً جان الیگزنڈر ڈوئی کا شمار کرنا چاہئے جس نے جھیل مشی گن کے کنارے پر ایک ایسے شہر کی بنیاد رکھ دی ہے جس کا ڈیزائن دس لاکھ آدمیوں کی سکونت گاہ ہوگا جسے اُس کا بانی دنیا کا دارالحکومت بنانے کا ارادہ رکھتا ہے۔"

پھر اسی مضمون نگار نے لکھا:۔

"جھیل مشی گن کے کنارے پر ایک جدید شہر سے ابتداء کر کے مسٹر ڈوئی ایک تحصیل ہی کو نہیں بلکہ ایک ریاست کو، ایک قوم کو، ایک برّاعظم کو، ایک نصف کرہ کو، بلکہ ساری دنیا کو کنٹرول کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔" (منسیز میگزین جلد ۲۷ نمبر ۶ ستمبر ۱۹۰۲ء)

مسٹر ڈوئی کی اس بڑھتی ہوئی طاقت کا دوسروں سے بڑھ کر خود مسٹر ڈوئی کو احساس تھا۔ چنانچہ اس نے اپنے مریدوں کی تعداد کے متعلق اپنے اخبار میں بڑے فخر سے لکھا:۔

"اگر تم یہ پوچھو کہ اس وقت ہماری جملہ تعداد کیا ہے تو میں کہوں گا کہ اسرائیلیوں کو گن نہیں جا سکتا مگر میں اس قدر اندازہ دوں کہ صیحون کا کرسچین کیتھولک چرچ پانچ لاکھ سے زائد ممبران کی تربیت کر رہا ہے تو یہ اندازہ بے جا نہ ہوگا۔"

(لیوز آف ہیلنگ یکم مارچ ۱۹۰۲ء)

اسی طرح اُس نے اپنی تنظیم کی غیر معمولی ترقی کے متعلق اپنی ایک تقریر میں کہا:۔

"اگرچہ مجھے یورپ گئے ابھی ایک سال سے کم ہی عرصہ گزرا ہے مگر اس وقت تک یورپ کے ۲۲ مراکز میں صیحونی چرچ قائم ہو چکا ہے۔"

[دی ٹائم آف دی ریسٹوریشن آف آل تھنگز مطبوعہ زائن سٹی صفحہ ۱۹ (The Time of the restoration of all things)]

پھر ۷ جون ۱۹۰۲ء کو اُس نے اپنے اخبار لیوز آف ہیلنگ میں لکھا:۔

"اگر ہم تین، چار، پانچ، چھ، سات یا زیادہ زائن آباد کر سکتے ہیں اور ہر سال دس لاکھ ڈالر حاصل کر سکتے ہیں تو ہم ترک بھی خرید سکتے ہیں، ہم مسلمان بھی خرید سکتے ہیں، ہم یہودی اور مشرک بھی خرید سکتے ہیں، بلکہ ہم یروشلم پر دوبارہ قبضہ بھی کر سکتے ہیں اور مسیح کی آمد کی تیاری میں زائن کے مقدس پہاڑ پر اُسے تعمیر کر سکتے ہیں۔"

کامیابیوں کے نشہ میں مخمور ڈوئی نے چند ماہ بعد ۲۸ فروری ۱۹۰۳ء کو اپنے اخبار میں پھر لکھا:۔

"جہاں تک ہم جانتے ہیں چرچ کی تاریخ میں کسی مقام پر کسی وقت بھی کوئی ایسے سات سال نہیں آئے جس میں کسی تنظیم نے ہر جہت میں اتنی مکمل اور باکمال ترقی کی ہو جتنی کہ ہماری چھوٹی سی تنظیم نے کی ہے۔"

اِن ہمہ جہت برق رفتار کامیابیوں کو دیکھ کر اُس نے ۲۰ جون ۱۹۰۳ء کو اپنے اخبار میں لکھا:۔

"اگر یہ ترقی اسی طرح جاری رہی تو ۲۰ سال کے عرصے میں ساری دنیا کو فتح کر لیں گے۔"

اِن چند اقتباسات سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ۱۹۰۲ء اور ۱۹۰۳ء میں ڈوئی کا ستارۂ اقبال یورپ اور امریکہ کے افق پر پوری تابانی کے ساتھ چمک رہا تھا۔ وہ اُس وقت ترقی اور شہرت کے نقطۂ کمال پر تھا۔ دنیا کی نگاہوں اور خود اُس کی نظروں میں یہ ترقی اور اقبال ثابت اور لازوال تھا لیکن خدا کی نگاہ میں یہی وقت اس کے زوال اور ادبار کا تھا کیونکہ اس نے اپنی عظمت کا یہ پُرشکوہ محل افترا علی اللہ، عداوتِ اسلام اور اہانتِ رسولِ خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم کی تثلیثِ خبیث پر اُستوار کیا تھا۔ اس نے جھوٹی پیغمبری کا دعویٰ کیا — اپنے تئیں رسولِ اوّل کہا — اور رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی و اُمّی کو غلیظ اور گندی گالیاں دیں۔ انہیں معاذ اللہ مفتری، کاذب، مے نوش اور عیش پرست کہا۔ اور اسلام کی پاک تعلیم پر اُس نے وہ وہ ناپاک الزام لگائے کہ خدا کی پناہ۔ بدباطن اور خبیث فطرت ڈوئی نے اپنے اخبار میں اسلام کے متعلق لکھا:۔

"محمڈن ازم ایک بڑی طاقت ہے یہ زبردست مقابلہ کرے گی مگر اس کا استیصال کرنا ضروری ہے" (لیوز آف ہیلنگ جلد ۱۲ صفحہ ۹، ۱۹ جنوری ۱۹۰۳ء)

پھر لکھا:-

"زائن کے لئے محمڈن ازم کو تباہ کرنا ضروری ہے۔"

پھر اسلام پر یہ الزام لگایا کہ:-

"محمڈن ازم کا لبِّ لباب عورت کی تذلیل اور اس کے لئے ابدی روح سے محرومیت ہے مسلمانوں کا مذہب عورت کی رُوح کو ابدیت نہیں دیتا۔ مسلمان کو یہ نہیں سکھایا جاتا کہ وہ اگلی دنیا میں بیوی، ماں یا بچی سے ملنے کی توقع کرے۔ اس کو یہ سکھایا جاتا ہے کہ وہ جنت کا تصور ایک قحبہ خانہ یا حرم سرا کی حیثیت میں کرے جہاں وہ ان عورتوں کے ساتھ زندگی بسر کریگا جو اُس کی ہوس رانی کی خاطر پیدا کی جائیں گی ——

زائن کے لئے ضروری ہے کہ وہ انسانیت کے دامن سے اِس گھناؤنے دھبے کو دھو ڈالے۔

یروشلم سے اِس ملعون جھنڈے کو ہمیں اُتارنا ہوگا۔ خدا ہمیں مستقبل قریب میں مسلمانوں کے دروازے کو کھٹکھٹانے کی توفیق دے مسلمان مقابلہ ضرور کریں گے کیونکہ وہ کئی سو ملین کی تعداد میں ہیں۔ ہلال اور صلیب کے درمیان ایک جنگِ عظیم قریب نظر آرہی ہے۔"
(لیوز آف ہیلنگ ۱۵ اگست ۱۹۰۳ء)

اِن اقتباسات سے ڈوئی کے خبثِ باطن، اسلام کے متعلق کامل جہل اور اس سے شدید بغض و عناد کا پتہ چلتا ہے۔

جب ڈوئی اپنی شوخیوں میں اس حد تک بڑھ گیا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایسے غیور، عاشقِ دینِ متین، اور عاشقِ رسولِ امینؐ کے لئے یہ ناممکن تھا کہ وہ یہ سب کچھ اپنی آنکھوں کے سامنے ہوتا ہوا دیکھتے اور خاموش رہتے۔ آپ کے دل میں غیرتِ رسول کا ایک زبردست جوش پیدا ہوا اور آپ نے اپنے مقتدا اور آقا محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت و حرمت کے تحفظ کیلئے بدباطن و دریدہ دہن، شاتمِ رسولؐ ڈوئی کو ستمبر ۱۹۰۲ء میں ایک مفصل اشتہار کے ذریعہ دعوتِ مباہلہ دی۔ حضور نے اس اشتہار میں تحریر فرمایا:-

"ڈوئی بار بار اپنے اخبار میں لکھتا ہے کہ اُس کے خدا یسوع مسیح نے اس کو خبر دی ہے کہ تمام مسلمان تباہ اور ہلاک ہو جائیں گے اور دنیا میں کوئی زندہ نہیں رہے گا بجز اُن لوگوں کے

جو مریم کے بیٹے کو خدا سمجھ لیں اور ڈوئی کو
اس مصنوعی خدا کا رسول قرار دیں۔"
" سو ہم ڈوئی صاحب کی خدمت میں
بادب عرض کرتے ہیں کہ اس مقدمہ میں
کروڑوں مسلمانوں کو مارنے کی کیا حاجت
ہے ایک سہل طریق ہے جس سے اس بات
کا فیصلہ ہو جائے گا کہ آیا ڈوئی کا خدا
سچا خدا ہے یا ہمارا خدا۔ وہ بات یہ
ہے کہ وہ ڈوئی صاحب تمام مسلمانوں
کو بار بار موت کی پیشگوئی نہ سنائیں
بلکہ اُن میں سے صرف مجھے اپنے ذہن
کے آگے رکھ کر یہ دعا کر دیں کہ ہم دونوں
میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مر جائے
کیونکہ ڈوئی یسوع مسیح کو خدا مانتا
ہے مگر میں اس کو ایک بندۂ عاجز مگر
نبی مانتا ہوں۔ اب فیصلہ طلب یہ امر
ہے کہ دونوں میں سے سچا کون ہے؟"
" اگر ڈوئی اپنے دعویٰ میں سچا ہے
اور درحقیقت یسوع مسیح خدا ہے تو یہ فیصلہ
ایک ہی آدمی کے مرنے سے ہو جائے گا۔
کیا حاجت ہے کہ تمام ملکوں کے مسلمانوں
کو ہلاک کیا جائے لیکن اگر اُس نے اس
نوٹس کا جواب نہ دیا یا اپنے لاف و گزاف
کے مطابق دعا کر دی پھر دنیا سے قبل میری
وفات کے اٹھایا گیا تو یہ تمام امریکہ کیلئے
ایک نشان ہوگا ـــــ ہم اس جواب
کے لئے ڈوئی کو تین ماہ تک مہلت دیتے
ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ خدا سچوں کے
ساتھ ہو۔ آمین۔" (ریویو آف ریلیجنز
اُردو ستمبر سنہ ۱۹۰۲ء صفحہ ۳۴۲-۳۴۵)

حضور علیہ السلام نے یہ اشتہار ڈوئی کو بھجوایا لیکن اُس نے اس طریق فیصلہ کی طرف کوئی توجہ نہ دی اور نہ حضورؑ کو اس کا جواب تک نہ دیا اور پہلے سے بھی زیادہ اسلام کی تعلیمات پر زبان طعن دراز کی اور پہلے سے زیادہ بدزبانی شروع کر دی۔ چنانچہ اس نے اپنے ستمبر سنہ ۱۹۰۲ء کے پرچہ میں لکھا کہ:۔

"میرا کام یہ ہے کہ میں مشرق اور
مغرب اور شمال اور جنوب سے لوگوں کو
جمع کروں اور مسیحیوں کو اس شہر اور
دوسرے شہروں میں آباد کروں ۔
یہاں تک کہ وہ دن آجائے کہ مذہب
محمدی دنیا سے مٹا دیا جائے۔"
(بحوالہ حقیقۃ الوحی تتمہ ص۷۳)

جب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے دیکھا کہ ڈوئی نے آپ کی درخواست مباہلہ کا کوئی جواب نہیں دیا بلکہ وہ پہلے سے بھی زیادہ بے باک ہو گیا ہے تو حضورؑ نے چند ماہ انتظار کرنے کے بعد اپنا مضمون مباہلہ امریکہ کے پریس کو بھجوایا جہاں اس کی بڑی کثرت سے اشاعت ہوئی لیکن پھر بھی ڈوئی نے اس درخواست مباہلہ کا کوئی جواب نہ دیا۔ اس پر حضور علیہ السلام نے قریباً ایک سال

کے وقفہ کے بعد ۲۳ر اگست ۱۹۰۳ء کو چھ صفحات پر مشتمل ایک اشتہار شائع فرمایا جس میں حضورؑ نے تحریر فرمایا:۔

"مسٹر ڈوئی اگر میری درخواست مباہلہ قبول کریگا اور صراحتاً یا اشارۃً میرے مقابلہ پر کھڑا ہوگا تو میرے دیکھتے دیکھتے بڑی حسرت اور دکھ کے ساتھ اس دنیائے فانی کو چھوڑ دیگا"

"اب تک ڈوئی نے میری اس درخواست مباہلہ کا کچھ جواب نہیں دیا اور نہ اپنے اخبار میں کچھ اشارہ کیا ہے اسلئے میں آج کی تاریخ سے جو ۲۳ر اگست ۱۹۰۳ء ہے اس کو پورے سات ماہ کی اور مہلت دیتا ہوں۔ اگر وہ اس مہلت میں میرے مقابلہ پر آگیا اور جس طور سے مقابلہ کرنے کی میں نے تجویز کی ہے جس کو میں شائع کر چکا ہوں اس تجویز کو پورے طور پر منظور کر کے اپنے اخبار میں عام اشتہار دیدیا تو جلد تر دنیا دیکھ لیگی کہ اس مقابلہ کا انجام کیا ہوگا۔ میں عمر میں ستر برس کے قریب ہوں اور وہ جیسا کہ بیان کرتا ہے پچاس برس کا جوان ہے جو میری نسبت گویا ایک بچہ ہے لیکن میں نے اپنی بڑی عمر کی کچھ پرواہ نہیں کی کیونکہ اس مباہلہ کا فیصلہ عمروں کی حکومت سے نہیں ہوگا بلکہ وہ خدا جو زمین و آسمان کا مالک اور احکم الحاکمین ہے وہ اس کا فیصلہ کریگا۔ اور اگر مسٹر ڈوئی اس مقابلہ سے بھاگ گیا تو دیکھو آج میں تمام امریکہ اور یورپ کے باشندوں کو اس بات پر گواہ کرتا ہوں کہ یہ طریق اسکا بھی شکست کی صورت سمجھی جائے گی اور نیز اس صورت میں پبلک کو یقین کرنا چاہئیے کہ یہ تمام دعویٰ اس کا الیاس بننے کا محض زبان کا مکر اور فریب تھا۔ اگرچہ وہ اس طرح سے موت سے بھاگنا چاہیگا لیکن درحقیقت ایسے بھاری مقابلہ سے گریز کرنا بھی ایک موت ہے۔ پس یقین سمجھو کہ اس کے صیحون پر جلد تر ایک آفت آنے والی ہے کیونکہ ان دونوں صورتوں میں سے ضرور ایک صورت اس کو پکڑ لے گی۔" (ریویو آف ریلیجنز اردو اپریل ۱۹۰۷ء صفحہ ۱۴۲-۱۴۴)

حضورؑ کے اس اشتہار کا امریکہ کے اخبارات میں بڑا چرچا ہوا۔ پریس اور پبلک نے ڈوئی کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس چیلنج کا جواب دینے کی طرف توجہ دلائی۔ جس پر اس نے ۲۶ر دسمبر ۱۹۰۳ء کو اپنے اخبار میں لکھا کہ:۔

"بعض اوقات لوگ مجھے کہتے ہیں کہ تم کیوں فلاں فلاں بات کا جواب نہیں دیتے۔ جواب؟ کیا تم خیال کرتے ہو کہ میں ان مچھروں اور مکھیوں کو جواب

دوں گا۔ اگر میں ان پر اپنا پاؤں رکھ
دوں تو انہیں کچل کر مار ڈالوں مگر میں
ان کو اُڑنے کا موقع دیتا ہوں کہ وہ
کچھ دن اور زندہ رہ لیں۔"

اس سے اگلے ہی روز یعنی ۲۷ دسمبر ۱۹۰۲ء کو اس نے اپنے اخبار میں نہایت حقارت اور تعلّی سے حضرت اقدس مسیح پاک علیہ السلام کے متعلق لکھا:-

"ہندوستان میں ایک بے وقوف
شخص ہے جو محمدی مسیح ہونے کا دعویٰ
کرتا ہے وہ مجھے بار بار کہتا ہے کہ
حضرت عیسیٰ کشمیر میں مدفون ہیں جہاں اُن
کا مقبرہ دیکھا جا سکتا ہے۔ وہ یہ نہیں
کہتا کہ اُس نے خود وہ مقبرہ دیکھا ہے
مگر بے چارہ دیوانہ اور جاہل شخص پھر
بھی یہ بہتان لگاتا ہے کہ حضرت مسیح
ہندوستان میں فوت ہوئے۔"

اس کے ساتھ ہی اُس نے پھر اپنا دعویٰ رسالت دُہرایا اور کہا:-

"اگر خدا کی زمین پر میں خدا کا پیغمبر
نہیں تو پھر کوئی بھی نہیں۔"
(لیوز آف ہیلنگ ۱۲ دسمبر ۱۹۰۳ء)

اس کے بعد ۲۳ جنوری ۱۹۰۴ء کو اُس نے مسلمانوں کی تباہی کی پیشگوئی کو دُہراتے ہوئے لکھا:-

"سینکڑوں ملین مسلمان جو اس وقت
ایک جھوٹے نبی کے قبضہ میں ہیں انہیں
یا تو خدائی آواز سُننی پڑے گی اور
یا وہ تباہ ہو جائیں گے۔"

ڈوئی نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کر کے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس پر نہایت رکیک حملے کر کے اسلام کی عداوت میں انتہائی بغض و عناد کا مظاہرہ کر کے اور مسیح پاک علیہ السلام کی اہانت اور تحقیر کر کے اور پھر کھلم کھلا آپ کے مقابلہ پر آ کر قہرِ الٰہی کو خود دعوت دی۔ جن جن راہوں سے اُس نے حق کا مقابلہ کیا۔ انہیں راہوں سے اُس پر عذاب الٰہی نازل ہوا جن کی مختصر تفصیل یوں ہے:-

(۱) اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مطہر پر مے نوشی اور عیش پرستی کا ناپاک الزام لگایا تھا۔ اس کا اللہ تعالیٰ نے اس رنگ میں مؤاخذہ کیا کہ جب امریکہ کے اخبار "نیویارک ورلڈ" نے ڈوئی کے سات خطوط جو اُس نے اپنے باپ "جان مرے ڈوئی" کو اپنی ولدیت کے بارہ میں لکھے تھے شائع کئے تو ڈوئی نے اخبارات کے ذریعہ خود اِس بات کا انکشاف کیا کہ "وہ جان مرے ڈوئی کا بیٹا نہیں"۔ اس طرح اس نے خود اپنے ولد الحرام ہونے پر مُہرِ تصدیق ثبت کر دی۔ پھر امریکن پریس میں سوئٹزرلینڈ کی ایک دوشیزہ "مس رُوتھ ہوفر" جو "سوِس ملکہ" کے نام سے مشہور تھی، کے متعلق بڑی چہ مے گوئیاں ہوئیں۔ ڈوئی اس دوشیزہ کو اپنے یورپ کے سفر میں اپنے ہمراہ لایا تھا۔ اس نے ۱۹۰۴ء کا

پُورا موسم گرما جھیل مِشی گن کے اُس پار والے مکان میں اس کے ساتھ رنگ رلیوں میں گزارا اور پھر اُس دوشیزہ کی خاطر اپنی بیوی کو طلاق دیدی۔ اس کے بعد ڈوئی کے معتقدین کو اس بات کا بھی علم ہو گیا کہ شراب جس سے وہ انہیں روکا کرتا تھا اُسے خود گھر رہا کر بڑے مزے سے پیا کرتا تھا۔

(۲) پھر اس نے اسلام اور مسلمانوں کی تباہی کی پیشگوئی کی تھی لیکن یہ پیشگوئی خود اس کی ذات میں پُوری ہوئی۔ وہ ابتر اور مقطوع النسل ہو کر مرا۔ اس کے صرف دو بچے تھے۔ گلیڈ سٹون اور مس ایستھر۔ گلیڈ سٹون ۶۸ سال زندہ رہا لیکن اس نے ساری عمر شادی نہ کی۔ اس کی لڑکی ایستھر ۲۱ سال کی عمر میں عین عالم شباب میں (۱۴ مئی ۱۹۰۲ء کو) جل کر مر گئی۔ اس طرح خدائے قدوس کا ایک اور کلام اپنی پوری تجلّی کے ساتھ پُورا ہوا کہ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ۔

(۳) پھر اُس نے ازراہِ تحقیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے "بے وقوف محمدی مسیح" "دیوانہ" اور "جاہل" کے الفاظ استعمال کئے اور حضور کی عظیم ذات کو مکھیوں اور مچھروں سے تشبیہ دی اور انہیں اپنے پاؤں سے کچل دینے کا دعویٰ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے نہ صرف اس کے پاؤں اور ہاتھ بلکہ اس کا تمام جسم مفلوج کر دیا اور بالآخر وہ اسی حالت میں بڑی حسرت اور بڑے دُکھ کے ساتھ ہلاک ہو گیا۔

(۴) پھر اُس کا صیحون شہر جسے اُس نے تثلیث کے غلبہ اور اسلام کی تباہی کے لئے بطور عالمگیر عیسائی مرکز تعمیر کیا تھا اور جس کی تعمیر کے موقع پر یہ کہا گیا کہ اس کے ذریعہ سے تمام دُنیا پر کنٹرول کیا جائے گا۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے عین مطابق آفت آگئی اور وہ ڈوئی کی آنکھوں کے سامنے منہدم ہو گیا۔

اس نے جس جس ہتھیار اور ہتھیار کے حربے والے اسلام، بانیٔ اسلام اور خادمِ اسلام پر حملہ کیا وہی وار خود اُس پر پڑا اور وہ حسرت اور دُکھ کے ساتھ ہلاک ہو گیا۔ اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ۔

اُس کی جن آنکھوں نے اُس کے عروج، عظمت، اقبال اور اقتدار کو دیکھا انہی آنکھوں نے یہ بھی دیکھا کہ اس کے بیوی بچے اُس کی زندگی میں ہی اس سے الگ ہو گئے۔ اس کے لاکھوں مُرید اس سے برگشتہ ہو گئے۔ اس کے چودہ ملین ڈالر یعنی سات کروڑ روپے اُس کے کسی کام نہ آئے۔ اُس پر خیانت اور غبن کا الزام لگا۔ ان صدموں سے وہ پاگل ہو گیا اور اسی حالت میں ۹ مارچ ۱۹۰۷ء کو صیحون میں مر گیا اور اس طرح اس کی ہلاکت کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی بڑی آب و تاب سے پُوری ہوئی۔

ڈوئی کی موت پر امریکن پریس نے جو تبصرے شائع کئے ان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی فتح اور ڈوئی کی شکست کا کھلے لفظوں میں اعتراف کیا گیا چنانچہ بوسٹن ہیرلڈ نے اپنے ۲۳ رجون ۱۹۰۷ء کے سنڈے ایڈیشن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر کے ساتھ ایک مضمون شائع کیا جس کا عنوان تھا Great is Mirza Ghulam Ahmad The Massiah.

یعنی مرزا غلام احمد المسیح، ایک عظیم شخص ہے۔ اس مضمون میں اُس نے لکھا :-

"امریکہ میں مرزا غلام احمد کا تعارف ۱۹۰۳ء میں ہوا جبکہ آپ نے ڈوئی کے ساتھ مقابلہ کیا۔ اب ڈوئی کی موت کے بعد آپ کی شہرت بہت بڑھ گئی ہے کیونکہ آپ نے نہ صرف ڈوئی کی موت کی پیشگوئی کی بلکہ یہ بھی بتا دیا تھا کہ وہ آپ کی زندگی میں مرے گا۔ اور بڑی حسرت اور درد اور دُکھ کے ساتھ مرے گا۔" اس وقت ڈوئی ۶۵ سال کا تھا اور یہ نبی ۷۵ سال کا۔" "ڈوئی کے سر پر یہ تباہی لانے اور بالآخر درد اور دُکھ کے ساتھ اُس کی بے وقت موت کے لانے میں خدا تعالیٰ نے عین اُسی طرح اپنا فیصلہ دیا ہے جس طرح کہ تین چار سال قبل اُس نے اپنے مرسل (احمد) کو خبر دی تھی۔"

ایک دوسرے امریکن اخبار دی ٹروتھ سیکر نے اپنی ۱۵ رجون ۱۹۰۷ء کی اشاعت میں "مرسلین کی جنگ" کے عنوان سے اداریہ تحریر کیا جس میں اس نے لکھا :-

"ڈوئی حضرت محمد (صلعم) کو مفتریوں کا بادشاہ سمجھتا تھا۔ اُس نے نہ صرف یہ پیشگوئی کی کہ اسلام صیحون کے ذریعہ سے تباہ کر دیا جائے گا بلکہ وہ ہر روز یہ دعا بھی کیا کرتا تھا کہ "ہلال" جلد از جلد نابود ہو جائے۔ جب اس کی خبر ہندوستانی مسیح کو پہنچی تو اُس نے اس ایلیاہ ثانی کو للکارا کہ وہ مقابلہ کو نکلے اور دُعا کرے کہ جو تم میں سے جھوٹا ہو وہ پہلے کی زندگی میں مر جائے۔ قادیانی صاحب نے پیشگوئی کی کہ اگر ڈوئی نے اس چیلنج کو قبول کر لیا تو وہ میری آنکھوں کے سامنے بڑے دُکھ اور ذلت کے ساتھ اس دنیا سے کوچ کر جائے گا اور اگر اُس نے اس چیلنج کو قبول نہ کیا تو تب اُس کا اختتام صرف کچھ توقف اختیار کر جائے گا موت اس کو پھر بھی جلد پا لے گی۔ اور اُس کے صیحون پر بھی تباہی آ جائے گی۔ یہ ایک عظیم الشان پیشگوئی تھی کہ صیحون تباہ ہو جائے گا اور ڈوئی احمد (علیہ السلام) کی زندگی میں مر جائے

مسیح موعود کے لئے یہ ایک خطرے کا قدم تھا کہ وہ لمبی زندگی کے امتحان میں اس ایلیاہ ثانی کو بلائیں کیونکہ چیلنج کرنے والا مرد ویں سے کم و بیش پندرہ سال زیادہ عمر رسیدہ تھا اور ایک ایسے ملک میں جو پلیگ اور مذہبی دیوانوں کا گھر ہو۔ حالات اس کے مخالف تھے مگر آخر وہ جیت گیا۔"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ڈوئی کی موت کی اطلاع ملی تو آپ نے ۱۷ اپریل ۱۹۰۷ء کو "فتح عظیم" کے عنوان سے ایک مفصل اشتہار شائع فرمایا جس میں آپ نے ڈوئی سے مباہلہ کے بعد کے حالات اور اس کی موت کا مفصل ذکر کرتے ہوئے لکھا:-

"یہ شخص میرے مضمونِ مباہلہ کے بعد جو یورپ اور امریکہ اور اس ملک میں شائع ہو چکا تھا بلکہ تمام دنیا میں شائع ہو گیا تھا شوخی میں روز بروز بڑھتا گیا اور اس طرف مجھے یہ انتظار تھی کہ جو کچھ میں نے اپنی نسبت خدا تعالیٰ سے فیصلہ چاہا ہے ضرور خدا تعالیٰ سچا فیصلہ کریگا اور خدا تعالیٰ کا فیصلہ کاذب اور صادق میں فرق کر کے دکھلا دے گا۔ اور میں ہمیشہ اس بارہ میں خدا تعالیٰ سے دعا کرتا تھا اور کاذب کی موت چاہتا تھا۔ چنانچہ کئی دفعہ خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی کہ تو غالب ہوگا اور دشمن ہلاک کیا جائے گا۔ اور پھر ڈوئی کے مرنے سے قریباً ۱۵ دن پہلے خدا تعالیٰ نے اپنی کلام کے ذریعہ سے مجھے میری فتح کی اطلاع بخشی جس کو میں اس رسالہ میں جس کا نام ہے **قادیان کے آریہ اور ہم**۔ اس کے ٹائیٹل پیج کے پہلے ورق کے دوسرے صفحہ میں ڈوئی کی موت سے قریباً دو ہفتے پہلے شائع کر چکا ہوں اور وہ یہ ہے:-

تازہ نشان کی پیشگوئی

خدا فرماتا ہے کہ میں ایک تازہ نشان ظاہر کروں گا جس میں فتح عظیم ہوگی۔ وہ تمام دنیا کے لئے ایک نشان ہوگا (یعنی ظہور اس کا صرف ہندوستان تک محدود نہیں ہوگا) اور خدا کے ہاتھوں سے اور آسمان سے ہوگا۔ چاہیئے کہ ہر ایک آنکھ اس کی منتظر رہے کیونکہ خدا اس کو عنقریب ظاہر کرے گا۔ تا وہ یہ گواہی دے کہ یہ عاجز جس کو تمام قومیں گالیاں دے رہی ہیں اس کی طرف سے ہے۔ مبارک وہ جو اس سے فائدہ اٹھاویں۔

المشتہر مرزا غلام احمد مسیح موعود
مشتہرہ ۲۰ فروری ۱۹۰۷ء

"اب ظاہر ہے کہ ایسا نشان (کہ جو فتح عظیم کا موجب ہے) جو تمام دنیا ایشیا اور امریکہ اور یورپ اور ہندوستان کے لئے ایک کھلا کھلا نشان ہو سکتا ہے وہ یہی ڈوئی کے مرنے کا نشان ہے کیونکہ اور نشان جو میری پیشگوئیوں سے ظاہر ہوئے ہیں وہ تو پنجاب اور ہندوستان

تک ہی محدود تھے اور امریکہ اور یورپ کے کسی شخص کو اُن کے ظہور کی خبر نہ تھی لیکن یہ نشان پنجاب سے بصورت پیشگوئی ظاہر ہو کر امریکہ میں جا کر ایک ایسے شخص کے حق میں پورا ہوا جس کو امریکہ اور یورپ کا فرد فرد جانتا تھا۔۔۔۔۔ اب ظاہر ہے کہ اس سے بڑھ کر اور کیا معجزہ ہوگا۔ چونکہ میرا اصل کام کسر صلیب ہے۔ سو اس کے مرنے سے ایک بڑا حصہ صلیب کا ٹوٹ گیا۔ کیونکہ وہ تمام دنیا سے اوّل درجے پر حامی صلیب تھا جو پیغمبر ہونے کا دعوےٰ کرتا تھا اور کہتا تھا کہ میری دُعا سے تمام مسلمان ہلاک ہو جائیں گے اور اسلام نابود ہو جائیگا اور خانہ کعبہ ویران ہو جائے گا۔ سو خدا تعالےٰ نے میرے ہاتھ پر اس کو ہلاک کیا۔ مَیں جانتا ہوں کہ اس کی موت سے پیشگوئی قتل خنزیر والی بڑی صفائی سے پوری ہو گئی کیونکہ ایسے شخص سے زیادہ خطرناک کون ہو سکتا ہے کہ جس نے جھوٹے طور پر پیغمبری کا دعویٰ کیا اور خنزیر کی طرح جھوٹ کی نجاست کھائی۔ اور جیسا کہ وہ خود لکھتا ہے اس کے ساتھ ایک لاکھ کے قریب ایسے لوگ ہو گئے تھے جو بڑے مالدار تھے۔ بلکہ سچ یہ ہے کہ مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کا وجود اس کے مقابلہ میں کوئی چیز نہ تھا۔ نہ اس کی طرح شہرت اُن کی تھی۔ نہ اس کی طرح کروڑہا روپیہ کے مالک تھے۔ پس مَیں قسم کھا سکتا ہوں کہ یہ وہی خنزیر تھا جس کے قتل کی آنحضرت صلعم نے خبر دی تھی کہ مسیح موعود کے ہاتھ پر مارا جائیگا۔ **اگر مَیں اس کو مباہلہ کے لئے نہ بلاتا اور اگر مَیں اس پر بددُعا نہ کرتا اور اس کی ہلاکت کی پیشگوئی نہ کرتا تو اس کا مرنا اسلام کی حقیّت کے لئے کوئی دلیل نہ ٹھہرتا۔** لیکن چونکہ مَیں نے صدہا اخباروں میں پہلے سے شائع کر دیا تھا کہ وہ میری زندگی میں ہی ہلاک ہو جائے گا۔ مَیں مسیح موعود ہوں اور ڈوئی کذّاب ہے۔ اور بار بار لکھا کہ اس پر یہ دلیل ہے کہ وہ میری زندگی ہی میں ذلّت اور حسرت کے ساتھ ہلاک ہو جائیگا۔ چنانچہ وہ میری زندگی میں ہی ہلاک ہو گیا۔ اس سے زیادہ کھلا کھلا معجزہ جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کو سچا کرتا ہے اور کیا ہوگا۔ اب وہی اس سے انکار کریگا جو سچائی کا دشمن ہوگا۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۷۳--۸۰)

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین ٭

تفہیمات ربانیہ
غیر احمدی علماء کے جملہ اعتراضوں کے مدلل جوابات پر مشتمل کتاب ہے۔ حجم ۸۲۵ صفحات۔ کاغذ سفید
قیمت گیارہ روپے محصول ڈاک دو روپے۔
(مینیجر الفرقان ربوہ)

قوّتِ خیال ــــ سرچشمۂ عزم و عمل

(نتیجۂ فکر جناب شیخ غلام مجتبیٰ صاحب کوئٹہ)

خیال ایک مخفی اور غیر مرئی قوت ہے جو نہ چھوئی اور نہ دیکھی جا سکتی ہے لیکن اس کی قوت و طاقت کے سامنے بلند و بالا پہاڑ اور خوفناک سمندروں کی ہیبت ماند پڑجاتی ہے۔ طائرِ خیال کی قوتِ پرواز برق رفتاری سے بڑھ کر ہے۔ خالقِ فطرت خلاقِ یگانہ نے صرف اور صرف انسان کو یہ قوت ودیعت فرمائی ہے، باقی جملہ مخلوقاتِ عالم از قسم حیوانات، پرند، درند، چرند اس قوت کو بروئے کار لانے سے محض قاصر و عاجز ہیں۔

تاریخ ایسے بے شمار واقعات سے بھری پڑی ہے کہ اچانک خیال آنے پر کیا اور کیسی کیسی مفید عظیم القدر فائدہ مند ایجادات ظاہر ہوئیں۔ سر اسحاق نیوٹن سیب کے درخت کے نیچے بیٹھا ہوا تھا، اچانک ایک سیب نیچے آرہا۔ نیوٹن کے دماغ میں یہ خیال یکدم دوڑا کہ سیب نیچے کیوں آیا اوپر کیوں نہیں چلا گیا؟ اس طرح کششِ ثقل کا عظیم الشان نظام دریافت ہوا اور دنیا میں علوم و فنون کا ایک نیا باب کھل گیا اور انسان بتدریج کرۂ ارضی سے خلا نوردی تک ترقی کر گیا۔ آج سے کئی ہزار سال پیشتر ایک شخص کوئی گول چیز اپنے سر پر اٹھائے جا رہا تھا ٹھوکر لگنے پر وہ شے سر سے گر کر ڈھلوان میں گول دائرہ میں لڑھکتی چلی گئی۔ دور تک وہ شخص اس کے پیچھے دوڑتا چلا گیا۔ اس کے دماغ میں آناً فاناً خیال آیا کیوں نہ میں اس کو ہاتھوں سے دھکیلتا ہوا لیجاؤں اور بوجھ کی تکلیف سے نجات پالی۔ یہی خیال پہیہ کی ایجاد کا پیش خیمہ ثابت ہوا اور اس طرح نقل و حمل اور انتقال مکانی میں آسانی کی راہ نکل آئی۔

یاد رہے کہ انسان پر لازم و واجب ہے کہ وہ اپنے خیالات کو بلند اور ارفع مقاصد کے حصول میں صرف کرے۔ اپنے اور دیگر ابنائے جنس کے لئے خیر اور بہتری کے خیالات و جذبات رکھنے سے قوتِ عمل اور قوتِ ارادی اور روح کو تازگی اور فرحت ملتی ہے۔

تاریخ ایسی بے شمار مثالیں اپنے اندر سموئے ہوئے ہے کہ مفلس و بے نوا اشخاص جو ایک وقت کی نان جویں کے محتاج تھے انہوں نے اپنے خیالات بلند اور عظیم الشان مقاصد کے حصول پر لگا دیئے اور اپنے آپ کو اولوالعزمی اور ہمت کا پیکر بنا کر اور محنت و مشقت برداشت کرنے کی عادت اپنا کر تمام رکاوٹوں اور مشکلات پر قابو پا لیا اور ایسی تابندہ مشعل عمل روشن کر گئے کہ مدتوں بعد میں آنے والے اُن کے کارہائے نمایاں کی پیروی کرتے ہوئے کامیاب ہوتے رہے۔

(۲)

یہ قوتِ خیال ہی کا کرشمہ تھا کہ ظہیر الدین بابر

جو تینتیس سال متواتر در بدر ملک ملک کی خاک چھانتا رہا۔ اچانک اُس کے دماغ میں ہندوستان پر قبضہ کرنے کا خیال سما گیا اور اِس خیال نے اُس کے رگ و پے میں ایسی قوت و جولانی پیدا کر دی کہ وہ مٹھی بھر فوج کے ساتھ پانی پت کے میدان میں مقابلہ کے لئے آکھڑا ہوا۔ دشمن کی فوج لاکھ سے بھی زیادہ تھی اور سینکڑوں فیل مست پرا باندھ کر سامنے کھڑے کر دیئے گئے لیکن یہ خیال ہی کی معجزہ نمائی تھی کہ جانشینِ تیمور ذرا بھی نہ گھبرایا اور اپنے ساتھیوں کے سامنے ایک ولولہ انگیز اور شجاعت کو برانگیختہ کرنے والی تقریر کی کہ کمزور سے کمزور خیال سپاہی بھی دیوپیکر بن گیا۔ چنانچہ بابر کی قلیل ترین فوج کے مقابلہ میں دشمن کی بے حد و حساب فوج کو شکست کا مُنہ دیکھنا پڑا اور ابراہیم لودھی تاجدارِ ہند میدان میں کھیت رہا۔ یہ خیال ہی کی کارفرمائی تھی کہ بابر اُس صفت اور اس کی فوج بُنیانٌ مرصوص بن گئی۔

(۳)

زید کی معاشی حالت ابتر اور اس کے خیالات پست ہیں، روز بروز وہ درماندگی کے قعرِ مذلّت میں گرتا جا رہا ہے۔ اس کا ہمدرد دوست جمیل اُس کی ہمّت بندھاتا اور اُس کے خیال کو ہمدردی کی مہمیز لگا کر اس کو ایسے کام پر آمادہ کرتا ہے جس کو زید مشکل خیال کرتا ہے لیکن جمیل کی تحریک پر اُس کے خیال میں انقلاب آتا ہے اور زید صرف کام کرنے پر آمادہ ہی نہیں ہوتا بلکہ تمام مشکلات سے عہدہ برآ ہو کر ایک کامیاب و بامراد انسان بن جاتا ہے۔

(۴)

مؤذن آوازۂ الٰہی بلند کرتا ہے اور لوگوں کو صلوٰۃ اور ذکرِ الٰہی اور فلاحِ دارین کی طرف بلاتا ہے۔ یہ ارادہ اور خیال کا نتیجہ ہوتا ہے کہ کئی لوگ نماز کے لئے اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ اور جن کا خیال نماز ادا کرنے کا نہ ہو وہ ٹس سے مَس نہیں ہوتے اور اُن کے بدن میں ذرا بھی حرکت پیدا نہیں ہوتی۔ ثابت ہوا کہ خیال ایک ایسی قوت ہے جو انسان کے جسم کو جدھر چاہے لے جا سکتی ہے اور جو چاہے اُس سے عمل کروا سکتی ہے۔

(۵)

مدینہ منورہ میں ایک مرتبہ مُسلم آبادی کی مردم شماری کی گئی تو صحابہ کرامؓ سات صد سے کچھ اُوپر نکلے۔ اِس پر انہوں نے بہت خوشی کا اظہار کیا اور آپس میں کہنے لگے کہ اب ہم تمام دنیا پر چھا جائیں گے۔ چنانچہ ان کے اِس طائرِ تخیل نے پرواز کی شکل اختیار کر لی اور تھوڑے ہی عرصہ میں رُبع مسکون کا کوئی معلوم خطہ ایسا نہ تھا جہاں نیّرِ اسلام اپنی چمکار نہ دکھا رہا تھا۔ یہ وہ قوتِ خیال ہی تھی جس کو مدینۃ النبیؐ کے چند سَو مسلمانوں نے اپنایا اور تھوڑے ہی عرصہ میں تمام دنیا عالمگیر اتحادِ انسانی کی نورانی سلک میں منسلک ہو گئی۔

(۶)

جنگِ تبوک میں بارگاہِ نبوّت سے چندہ کا اعلان ہوتا ہے۔ حضرت عمرؓ کے دل میں نصف مال دینے کا خیال آیا۔ آپ نصف مال لیکر آئے۔ حضرت ابوبکرؓ کے دل میں

یہ خیال آیا کہ آج گھر میں اللہ اور رسولؐ کے نام کے سوا اور کچھ چھوڑنا نہیں۔ وہ سب مال و متاع لے کر بارگاہِ نبوت میں حاضر ہو گئے۔ اس سے ثابت ہوا کہ ہر شخص کی ہمت، اس کے خیال اور فکر کے مطابق ہوتی ہے

(۷)

یہاں پر ایک امر کا ذکر فائدہ کا موجب ہوگا وہ یہ کہ ہمیشہ ہر شخص کو ایسے بلند و پاکیزہ خیال رکھنے چاہئیں جن سے خدمتِ خلق اور رفاہِ عامہ کا اظہار ہوتا ہو۔ اور سیلِ بے کراں کی طرح اس کے دل و دماغ میں عام خلق اللہ کی بھلائی کے خیالات موجزن رہنے چاہئیں خواہ وہ ان خیالات کو عملی جامہ پہنا سکے یا وہ تشنۂ آرزو رہیں پھر بھی اللہ تعالیٰ اس کو ضرور اچھا بدلہ دے گا۔

قیامت کے دن ایک شخص ایسا ہوگا جس کو بہشت میں اعلیٰ محلات اور بے شمار نعماءِ جنت سے نوازا جائے گا۔ وہ شخص رب العزت سے عرض کریگا الٰہ العالمین! میں نے تو کوئی ایسے عمل نہیں کئے جنکے نتیجہ میں مجھے ان انعامات سے نوازا گیا ہے۔ اللہ کریم جو خالقِ فطرت اور علیمٌ بذاتِ الصدور ہیں فرمائیں گے کہ بے شک تو نے ایسے اعمال عملی رنگ میں نہیں کئے لیکن چونکہ تیرے خیالات نیک ہوتے تھے اور تو سوچتا رہتا تھا کہ کاش میرے پاس دولت فراواں ہو تو میں مخلوقِ خدا کی فلاح و بہبود پر اُسے خرچ کروں۔ آج کے دن یہ تمام انعامات تجھے اُن پاک اور ارفع خیالات کے بدلہ میں دیئے جا رہے ہیں میں وہ رب ہوں جو زمین و آسمان کے خزائن کا مالک ہے اور مخفی خیالات اور اُن کی کُنہ کو جاننے والا ہوں، اس بنا پر میں بلا مبادلہ بھی اپنے بندوں کو اپنی نعمتوں اور خوشنودی سے مالا مال کر سکتا ہوں۔ تجھے اگر میں نے دولت نہیں دی تھی تو یہ میرا اپنا فعل تھا انعامات دینے پر مجھے کون پوچھ سکتا ہے۔ بل یداہ مبسوطتان یُنفِقُ کیف یشاء۔ اللہ کے دونوں ہاتھ کشادۂ بکرم ہیں جسے چاہے وہ خرچ کرتا ہے۔

(۸)

بالآخر عرض ہے کہ ہمیں یہ خیالات اپنے دلوں میں ہر وقت مستحضر رکھنے چاہئیں۔ اے اللہ ہمیں نیک بنا۔ اپنی رضا کی راہوں پر چلا۔ والدین کی خدمت کی توفیق عطا فرما۔ خدمتِ دین سے بہرہ مند فرما۔ خدمتِ خلق کی راہبری فرما۔ بُرے خیالات اور بُرے ساتھیوں سے بچا۔ ہمیں صبر و شکر و قناعت کی توفیق رفیق فرما۔ ہمارے لئے جو شر اور تکلیف مقدر ہے اُسے دُور کر، جو خیر ہمارے لئے مقدر ہے وہ ہمیں عطا کر۔ ہمیں توفیق دے کہ ہم تیرے محبوب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ کی اقتداء کر سکیں اور اس زمانہ کے امام حضرت مسیح موعود علیہ السلام جس حقیقی اسلام پر ہمیں عامل دیکھنا چاہتے تھے اُس پر پوری طرح کاربند ہوں۔ بھلا سوچو تو سہی ان اعلیٰ خیالات اور نیک آرزوؤں کو اپنانے میں ہمارا کیا حرج ہوتا ہے؟ ایسے ہی پاکیزہ، مطہر، مزکّی اور مصفّی نیک خیالات جو ارفع اور اعلیٰ مقاصد کے حصول کے لئے ہوں معاشرہ اور

طبائع میں انفرادی اور اجتماعی طور پر ایک صالح اور صحت مند انقلابِ عظیم برپا کر دیتے ہیں اور مسِ خام زرِ خالص (کندن سونا) بن جاتا ہے۔ قرآن مجید اور محبوب ربّ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں کیا ہیں؟ وہ ہمارے خیالات کو راہِ مستقیم اور عزمِ صمیم پر گامزن کرنے کا مجرب و آزمودہ نسخۂ کیمیا ہیں جس وقت بندہ استغفار کرتا ہے تو وہ لامحالہ سوچے گا کہ جب میں اپنے گناہوں کی معافی طلب کرکے اللہ کی طرف رجوع کر رہا ہوں اور اس کے دامنِ مغفرت کو تھام چکا ہوں تو کس طرح دوبارہ گناہِ جلی اور خفی کے زہر کو کھا سکتا ہوں۔ لہٰذا پاکیزہ اور ارفع خیالات کے ذریعہ اپنے ذہن کی پرورش کرنا ہم سب پر فرض ہے اور اسی خیال کے بل بوتے پر ہر شخص اعلاءِ کلمۃ اللہ اور تبلیغِ اسلام کے لئے سمندر کا سینہ چیر اور پہاڑوں کی بلندی کو عبور کر سکتا ہے۔

الغرض خیال ایک عظیم قوت ہے جو ہر قابلِ تسخیر شے کو مسخر کر سکتی ہے بشرطیکہ خیال کے پیچھے قوتِ عمل کارفرما ہو۔ پھر بھی اولیت کا شرف خیال کو ہی حاصل ہوگا۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ ربّ العالمین۔

اطلاع

میرے سفرِ مشرقی پاکستان کے باعث یہ نمبر دس مارچ کی بجائے بیس مارچ کو پوسٹ ہو رہا ہے۔ (ابوالعطاء)

خریدہ ایم

دل دادہ ایم و دیدۂ گریاں خریدہ ایم
چیزے خریدہ ایم وچہ ارزاں خریدہ ایم

دستِ نیاز و جامِ خلوص و مئے وصال
بنگر ز شہرِ عشق چہ ساماں خریدہ ایم

از محرمانِ معدنِ قرآں شنیدہ باد
چہ لعل ہا ز حضرتِ سلماںؓ خریدہ ایم

از دستِ خویش خنجرِ آہن گزاشتہ
تیرِ دعا بہ ترکشِ ایماں خریدہ ایم

جامِ بقا کہ گنبدِ گرداں بکس نداد
از خمستانِ عیسیٔ دوراں خریدہ ایم

بارہروانِ وادیٔ ایمن خبر دہید
صد جلوہ گاہ از برِ فاراں خریدہ ایم

تا بزمِ کائنات را تابندہ تر کنیم
از عرش نورِ عارضِ جاناں خریدہ ایم

خواہی اگر مبشرِ عاصی حیاتِ نو
اینجا بیا کہ چشمۂ حیواں خریدہ ایم

(مبشر احمد راجیکی)

ایڈیٹر کی ڈاک میں سے دو خط

(۱)
حیدرآباد دکن بھارت سے ایک گریجوایٹ کا گرامی نامہ

محترمی مولانا ابوالعطاء صاحب - السلام علیکم

مولوی محمد عمر صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ حیدرآباد نے رسالہ الفرقان کا تعارف مجھ سے کوئی ایک ماہ پہلے کرایا - اس پرچہ کو پڑھ کر مجھے نہایت خوشی ہوئی ..... گو میں احمدی نہیں ہوں لیکن احمدیہ لٹریچر میں ایک خاص کشش پاتا ہوں - احمدیت کا تعارف مجھ سے ایسے ہوا تھا کہ میں عیسائیت سے بہت متاثر ہو گیا تھا بس اسی دور میں احمدیہ لٹریچر نظروں سے گزرا مختصر یہ کہ وہ صلیب جو پہلے میرے دل و دماغ میں چمکتی رہتی تھی احمدیت سے قریب ہونے کے بعد وہ بالکل ہی ٹوٹ چکی ہے۔

پہلی بار جب میں نے الفرقان پڑھا تو بس پڑھتا ہی گیا اور چین نہ آیا جب تک کہ پورا پرچہ ختم نہ کر ڈالا - اس کے بعد میں نے مولوی صاحب سے بہت سے رسالے لیکر پڑھے میں دعوے کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اگر کوئی اپنے دل کو بغض اور تعصب سے پاک کر کے کوئی دو رسالے بھی الفرقان کے پڑھ لے تو اسے دل میں شک تو پڑ جاتا ہے کہ کہیں احمدیت سچ تو نہیں -

خاص طور پر آپ کے شذرات بہت پسند آئے اور ساتھ ہی ساتھ اس وقت بڑا مزا آتا ہے جب آپ عیسائیوں اور بہائیوں کو مخاطب کرتے ہیں ختم نبوت پر بھی آپ کے دلائل لاجواب ہوتے ہیں - آپ کے "شذرات" پڑھ کر بار بار حضرت مرزا غلام احمد صاحب کی وہ پیشگوئی یاد آتی ہے یعنی "میری جماعت والے حجت اور برہان کی رو سے مخالفوں کا منہ بند کر دیں گے" یہ پیشگوئی بڑی صفائی سے پوری ہوتی نظر آتی ہے ــــ آپ کے طرز بیان سے میں بے حد متاثر ہوا ــــ دو تین رسالے پڑھنے کے بعد ہی میں نے الفرقان کا سالانہ چندہ مبلغ چھ روپے قادیان بھجوا دیا ہے - امید کہ جنوری کے پرچہ سے میرے نام الفرقان جاری ہو جائے گا انشاء اللہ ......

اگر میں احمدی ہو گیا تو احمدیت قبول کرنے کی کئی وجوہات میں سے ایک وجہ الفرقان کا مطالعہ بھی ہوگی - آپ کا مخلص

حسن سعید

(۲)
لاہور سے ایک ایڈووکیٹ صاحب کا مکتوب

مکرم و محترم حضرت مولوی صاحب - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج ہائی کورٹ بار میں ایک معزز غیر احمدی ایڈووکیٹ صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ میرے مکان کے ایک حصہ میں ایک احمدی صاحب رہتے ہیں ان کی ڈاک غلطی سے میرے لیٹر بکس میں ڈال جاتے ہیں جس کی وجہ سے رسالہ الفرقان کبھی کبھی پڑھنے کا موقعہ مل جاتا ہے - فرمانے لگے کہ میرا اسلام کے متعلق کافی وسیع مطالعہ ہے اور نظر بھی ناقدانہ ہے - احمدیت کے متعلق میرے خیالات خاصے سخت ہیں مگر الفرقان کے مطالعہ کے بعد میں ان خیالات میں ترمیم کرنے پر مجبور ہو گیا ہوں - وہ بالخصوص حضرت لوط علیہ السلام سے متعلق مضمون سے بہت متاثر ہوئے ہیں - غیروں میں رسالہ کی مقبولیت کے بارے میں یہ سطور نقل [illegible] (۲۳/۱/۶۷)

دو تہنیت نامے

ایک بابرکت تقریبِ شادی

(۱)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے میرے چھوٹے بیٹے عزیزم عطاء المجیب راشد ایم اے کی شادی عزیزہ قانتہ شاہدہ صاحبہ ایم۔اے کے ساتھ مورخہ ۲۰ جنوری ۱۹۶۷ء کو ہوئی۔ الحمد للہ۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ نے بھی ازراہِ نوازش تقریبِ رخصتانہ اور ۲۱ جنوری کو دعوتِ ولیمہ میں شرکت فرما کر دعا فرمائی۔ قارئین کرام سے بھی درخواست ہے کہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو ہر طرح سے بابرکت بنائے۔ آمین

یہ بات احبابِ جماعت کے لئے بھی خاص مسرت کا باعث ہوگی کہ دولہا اور دلہن ہر دو نے اپنی زندگی خدمتِ اسلام کے لئے وقف کر رکھی ہے بَارَكَ اللّٰهُ لَهُمَا وَفِيهِمَا وَعَلَيْهِمَا۔ آمین

(۲)

اس موقعہ پر اخویم محترم جناب مولوی نسیم سیفی صاحب نے مندرجہ ذیل ھدیۂ تبریک پڑھ کر سنایا:-

ہدیۂ تبریک

ہر ایک بزم میں تم مرکزِ نگاہ رہو
خدا کرے کہ یونہی رشکِ مہر و ماہ رہو
رواں دواں ہی رہے چشم و دل میں موجِ سرور
ہجومِ فرحتِ دوراں کی بارگاہ رہو
تمہارا جذبۂ علم و عمل جوان رہے
فروغِ مہر و محبت کے تم گواہ رہو
ہر ایک حال میں آسودگی نصیب رہے
ہمیشہ موردِ الطافِ بے پناہ رہو
رہے رضائے رحیم و کریم پیشِ نظر
خدا کے فضل سے ناواقفِ گناہ رہو
حریمِ حسن کے جلوے نظر نواز رہیں
صفائے قلب سے جلووں کی بارگاہ رہو
دعائے خاص کی تحریک ہے، قبول کرو
یہ میرا ہدیۂ تبریک ہے، قبول کرو

(۳)

اس موقعہ کے لئے اخویم محترم جناب چودھری شبیر احمد صاحب نے حسب ذیل دعائیہ نظم بطرزِ درثمین پیش فرمائی:-

دعائیہ نظم

اے واحد و یگانہ اے یارِ لامکانی
تیرے کرم سے آیا یہ یومِ شادمانی
بیت العطا پہ تو نے فرمائی مہربانی
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِی
ماں باپ تھے دعاگو وہ دن خدا دکھائے
موسیٰ میاں کے گھر میں بنتِ رشید آئے

دونوں گھروں پہ برسیں انوارِ آسمانی
یہ روز کر مبارک سُبحانَ مَن یَّرانی

دولہا میاں ہیں شاہدؔ دلہن بھی شاہدہ ہیں
موجی میاں ہیں ایم اے تو وہ ایم اے فاتحہ ہیں
دونوں نے خوب پائی ہر نوع کی کامرانی
یہ روز کر مبارک سُبحانَ مَن یَّرانی

ہر دورِ زندگی میں جوڑا رہے یہ شاداں
ہر آن اور ہر جا اللہ رہے نگہباں
پاتا رہے ہمیشہ یہ فیضِ آسمانی
یہ روز کر مبارک سُبحانَ مَن یَّرانی

شبیرؔ کی دعا ہے یا رب رہے سلامت
دولہا دلہن کا گلشن باصد وقار و عزت
مثلِ بہار گزرے دونوں کی زندگانی
یہ روز کر مبارک سُبحانَ مَن یَّرانی

تحریکِ جدید آپ کی محبوب تحریک ہے
کیونکہ
اس کے ذریعہ دنیا بھر میں تبلیغِ اسلام ہو رہی ہے
ماھنامہ تحریکِ جدید
آپ کا محبوب ماہنامہ ہے کیونکہ یہ آپ کو بیرونی ممالک میں تبلیغِ اسلام کی تفاصیل سے آگاہ کرتا ہے۔
سالانہ چندہ صرف دو روپے ہے — !
اسے خود بھی پڑھیے اور دوسروں کو بھی پڑھائیے۔
(مینجنگ ایڈیٹر)

جو بھی واقفِ زندگی +

الفردوس
انارکلی میں
لیڈیز کپڑے کے لیے
آپ کی اپنی
دکان ہے
الفردوس
۸۵- انارکلی، لاہور
★

مفید اور مؤثر دوائیں

نور کاجل

ربوہ کا مشہور عالم تحفہ!

آنکھوں کی صحت اور خوبصورتی کے لئے بہترین تحفہ۔ خارش، پانی بہنا، بھمنی، ناخونہ، ضعفِ بصارت وغیرہ امراضِ چشم کے لئے بہت ہی مفید ہے۔ متعدد جڑی بوٹیوں کا سیاہ رنگ جوہر ہے جو عرصہ ساٹھ سال سے استعمال میں ہے۔

خشک و تر قیمت فی شیشی سوا روپیہ

تریاق اٹھرا

اٹھرا کے علاج کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی بہترین تحفہ۔ جو نہایت عمدہ اور اعلیٰ اجزاء کے ساتھ پیش کی جا رہی ہے۔!

اٹھرا بچوں کا مردہ پیدا ہونا یا پیدا ہونے کے بعد جلد فوت ہو جانا یا چھوٹی عمر میں فوت ہو جانا یا لاغر رہنا ان تمام امراض کا بہترین علاج ہے۔!

قیمت۔ پندرہ روپے

نورِ نظر

اولادِ نرینہ کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی بہترین تجویز۔ جس کے استعمال سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے لڑکا ہی پیدا ہوتا ہے۔

مکمل کورس پچیس روپے

نور منجن

دانتوں کی صفائی صحت کے لئے ازحد ضروری ہے۔ یہ منجن دانتوں کی صفائی اور مسوڑھوں کی حفاظت اور علاج کے لئے بہت مفید ہے۔

قیمت۔ ایک روپیہ

خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ

عمارتی لکڑی

ہمارے ہاں

عمارتی لکڑی۔ دیار، کیل، پڑتل، چیل

کافی تعداد میں موجود ہے

ضرورت مند اصحاب

ہمیں خدمت کا موقع دیکر مشکور فرمائیں!

• گلوب ٹمبر کارپوریشن

۲۵ نیو ٹمبر مارکیٹ لاہور۔ فون ۶۲۶۱۸

• سٹار ٹمبر سٹور

۹۰ فیروز پور روڈ، لاہور

• لائلپور ٹمبر سٹور

راجباہ روڈ لائلپور۔ فون ۳۸۰۸

رشید آئل گیزرز

بلحاظ

خوبصورتی، مضبوطی، تیل کی بچت

اور

افراطِ حرارت

دنیا بھر میں

بہترین ہیں

اپنے شہر کے ڈیلر سے

طلب فرمائیں

رشید اینڈ برادرز

ٹرنک بازار سیالکوٹ

(طابع وناشر:- ابو العطاء جالندھری ؛ مطبع :- ضیاء الاسلام پریس ربوہ ؛ مقام اشاعت:- دفتر ماہنامہ الفرقان ربوہ)

وصـــــــــایا

نوٹ: مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز صدر انجمن احمدیہ کی منظوری سے قبل صرف اسلئے شائع کی جا رہی ہیں تا اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو وہ دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ دن کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرما دیں (۲) ان وصایا کو جو نمبر دیئے گئے ہیں وہ ہرگز وصیت نمبر نہیں بلکہ یہ مثل نمبر ہیں۔ وصیت نمبر صدر انجمن احمدیہ کی منظوری حاصل ہونے پر دیئے جائیں گے۔ وصیت کنندگان و سیکرٹری صاحبان وصایا اس بات کو نوٹ فرمالیں۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

مثل نمبر **۱۸۵۴۶** میں قریشی محمود احمد بریلوی ولد قمر احمد قریشی پیشہ ملازمت عمر ۲۴ سال پیدائشی احمدی ساکن واہ کینٹ ڈاکخانہ خاص ضلع راولپنڈی صوبہ مغربی پاکستان۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۴/۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت ۱۱۰/- روپے ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت ۲۴/۶ سے منظور فرمائی جائے۔ العبد قریشی محمود احمد بریلوی معرفت قریشی محمد اسحٰق صاحب واہ کینٹ۔ گواہ شد ایم اسحٰق قریشی سیکرٹری وصایا واہ کینٹ۔ گواہ شد سید مبارک احمد سرور انسپکٹر وصایا واہ کینٹ +

مثل نمبر **۱۸۵۴۹** میں احسان الحق اعجاز ولد سراج الدین احمد صاحب قوم قریشی پیشہ ملازمت عمر ۲۶ سال پیدائشی احمدی ساکن احمدیہ ہال میگزین لین ڈاکخانہ کراچی ۳ ضلع کراچی صوبہ مغربی پاکستان۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۹ اگست ۱۹۶۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اسوقت کوئی نہیں ہے میں ملازمت کرتا ہوں جسکے ذریعہ مجھے تنخواہ مبلغ ۶۰۱/- روپے ماہوار ملتی ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں داخل کرتا رہونگا اگر اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میری جسقدر جائداد ثابت ہوگی اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد احسان الحق اعجاز بقلم خود۔ گواہ شد شیخ رفیع الدین احمد مرکزی سیکرٹری وصایا کراچی۔ گواہ شد عالم الدین ولد علی محمد احمدیہ ہال میگزین لین کراچی ۳ +

مثل نمبر **۱۸۵۵۰** میں عبدالسبحان نامر صدیقی ولد حافظ اللہ رکھا قوم صدیقی پیشہ خادم مسجد عمر ۲۹ سال بیعت ۴ اپریل ۱۹۵۲ء ساکن مسجد احمدیہ حسین آگاہی ملتان شہر ضلع ملتان صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۴/۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری منقولہ جائداد کوئی نہیں ہے اور نہ ہی غیر منقولہ جائداد ہے میرا گزارہ ماہوار الاؤنس پر ہے جو مجھے بطور خادم مسجد مبلغ پچاس روپے ماہوار جماعت احمدیہ ملتان شہر کی طرف سے ملتا ہے میں اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اپنی زندگی میں جسقدر کمی بیشی میری آمدنی میں ہوگی اسکی اطلاع مجلس کارپرداز مصالح بہشتی مقبرہ کو دیتا رہونگا میری وفات کے بعد جو جائداد ثابت ہوگی یہ وصیت اسپر بھی حاوی ہوگی۔ العبد عبدالسبحان نامر صدیقی۔ گواہ شد منور احمد بقلم خود سیکرٹری اصلاح و ارشاد و سیکرٹری وقف جدید ملتان۔ گواہ شد عبدالرؤف سیکرٹری جماعت احمدیہ ملتان +

مثل نمبر **۱۸۵۵۲** میں ملک عبدالحمید ولد ملک غلام نبی صاحب قوم ککے زئی پیشہ ملازمت عمر ۲۴ ۱/۲ سال پیدائشی احمدی ساکن پاکستان نیول فلیٹ کلب فیئر برکس ڈاکخانہ کراچی ۴ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱ ستمبر ۱۹۶۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میں ملازمت کرتا ہوں جسکے ذریعہ مجھے ماہوار تنخواہ مبلغ ۲۰۱/- روپے ملتی ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں داخل کرتا رہونگا۔ اگر اسکے بعد میں کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میری جسقدر جائداد ثابت ہوگی اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد ملک عبدالحمید بقلم خود۔ گواہ شد شیخ رفیع الدین احمد مرکزی سیکرٹری وصایا کراچی۔ گواہ شد عبدالغنی وصیت ۱۱۲۸۵ پاکستان نیوی فلیٹ کلب کراچی ۴ +

مثل نمبر **۱۸۵۵۶** میں ظفر احمد ولد محمد ابراہیم قوم منجوعہ پیشہ طالبعلم جامعہ احمدیہ عمر ۱۹ سال پیدائشی احمدی ساکن دارالصدر غربی ربوہ ضلع جھنگ صوبہ پاکستان غربی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۴/۷ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اسوقت کوئی نہیں مجھے بطور جیب خرچ ماہوار تیس روپے ملتے ہیں میں اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں میں تا زیست اپنی ماہوار آمد جو بھی ہوگی اس کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا۔ اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جسقدر متروکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری وصیت تاریخ تحریر سے منظور کی جائے۔ العبد ظفر احمد ولد محمد ابراہیم دارالصدر غربی (ق) ربوہ ضلع جھنگ۔ گواہ شد محمد سلیم ولد نور محمد صحابی سیکرٹری مال دارالصدر غربی (ق) ربوہ ضلع جھنگ۔ گواہ شد محمد شریف

ولد ڈاکٹر ... سیکرٹری اصلاح و ارشاد و وصایا دارالصدر غربی (ل) ربوہ ضلع جھنگ۔

مثل نمبر ۱۸۵۵۸ میں سید مشہود احمد شاہ ولد سید محمود اللہ شاہ مرحوم قوم سید
پیشہ ملازمت عمر ۲۲ سال پیدائشی احمدی ساکن دارالصدر شرقی ربوہ ضلع جھنگ صوبہ مغربی پاکستان
بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۰ ستمبر ۱۹۶۲ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری
جائداد اسوقت حسب ذیل ہے (۱) میری اراضی سکنی ایک کنال واقع دارالصدر غربی ربوہ میں ہے۔
جس کی قیمت اسوقت دو ہزار روپیہ ہے ۲۰۰۰/- یہ میری اکیلی ملکیت ہے اسکے علاوہ میری اور کوئی جائداد
نہیں ہے میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا
ہوں۔ اگر اسکے بعد میں کوئی اور جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا
اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی (۲) میں ملازمت کرتا ہوں جسکے ذریعہ مجھے ماہوار تنخواہ مبلغ
تین صد پچاس (Rs 350/-) ملتی ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ
خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں داخل کرتا رہونگا نیز میری وفات پر میری جسقدر جائداد
ثابت ہوگی اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی
میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ
کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی
جائیگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد سید مشہود احمد شاہ
گواہ شد شیخ رفیع الدین احمد مرکزی سیکرٹری وصایا جماعت احمدیہ کراچی۔ گواہ شد منیر احمد
موصی نمبر ۵۰۰۴ گلاب دین بلڈنگ پلازہ کوارٹرز کراچی +

مثل نمبر ۱۸۵۵۹ میں وزیر احمد ابڑو ولد محمد بخش صاحب قوم ابڑو پیشہ ملازمت عمر ۲۲ سال
پیدائشی احمدی ساکن معرفت خورشید سنز کھوڑی گارڈن ڈاکخانہ کراچی ۱ صوبہ مغربی پاکستان
بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۰ ستمبر ۱۹۶۲ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری
جائداد اسوقت کوئی نہیں میں ملازمت کرتا ہوں جسکے ذریعہ مجھے ماہوار تنخواہ مبلغ ایک صد بیس روپے ۱۲۰/-
ملتی ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان
ربوہ میں داخل کرتا رہونگا۔ اگر اسکے بعد میں کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس
کارپرداز کو دیتا رہونگا۔ اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میری جسقدر
جائداد ثابت ہوگی اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔
اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں
بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت
حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ
فرمائی جائے۔ العبد وزیر احمد ابڑو بقلم خود۔ گواہ شد شیخ رفیع الدین احمد مرکزی
سیکرٹری وصایا کراچی۔ گواہ شد مسعود احمد خورشید سنز فرسٹ فلور فاطمہ منزل کھوڑی گارڈن

مثل نمبر ۱۸۵۶۰ میں محمد منیر ولد بابو محمد حنیف صاحب مرحوم قوم ککے زئی راجپوت پیشہ ×
عمر ۴۹ سال بیعت دسمبر ۱۹۴۲ء ساکن ملک ۴ راوی روڈ نزد ویلڈن پوسٹ آفس لاہور صوبہ
مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۶/۹/۶۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری
موجودہ جائداد ایک پختہ مکان نمبر ۲۶ راوی روڈ لاہور ہے جسکی موجودہ قیمت تقریباً ۴ ہزار روپے
ہے میں اس جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اسکے
بعد کوئی جائداد پیدا کروں یا بوقت وفات میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک
صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اسوقت میری کوئی آمد نہیں بلکہ میرا گزارہ میرے لڑکے
کی امداد پر ہے جو مبلغ ۵۰/- روپے میرے ذاتی اخراجات کیلئے بھیجتا ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد
کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا۔ میری یہ وصیت
آج سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد محمد منیر بقلم خود۔ گواہ شد محمد صدیق شاکر وصیت ۱۸۵۶۱
۳۳۴۲ صدر حلقہ بھاٹی گیٹ لاہور۔ گواہ شد غلام نبی وصیت سیکرٹری اصلاح و ارشاد بھاٹی گیٹ لاہور۔

مثل نمبر ۱۸۵۶۲ میں عطاء اللہ خان ولد چوہدری حسین بخش قوم جٹ ملک عمر ۵۶ سال
بیعت ۱۹۰۵ء ساکن مالوکے تلے ضلع سیالکوٹ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و
حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۴ ستمبر ۱۹۶۲ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میں اس وقت
ریٹائرڈ ٹیچر کے طور پر مبلغ قریباً دو ہزار روپیہ میرا پراویڈنٹ فنڈ ہے جو ابھی نہیں ملا۔
اور موازی ۱۶ کنال اراضی میری ملکیت ہے جسکی قیمت اندازاً ۳۲۰۰/- روپیہ ہے اسکے
علاوہ میری کوئی جائداد نہیں۔ مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ
پاکستان کے نام وصیت کرتا ہوں اور اگر میرے مرنے کے بعد میری کوئی اور جائداد ثابت ہو تو
صدر انجمن احمدیہ اسکا ۱/۱۰ حصہ میرے ورثاء سے لینے کی حقدار ہے۔ زمین کی آمد کا ۱/۱۰ حصہ ادا
کرتا رہونگا اور ۳۲۰۰/- روپیہ کا ۱/۱۰ حصہ علیحدہ ادا کردونگا۔ اگر ادا نہ کرسکوں تو صدر انجمن احمدیہ
میرے ورثاء سے لینے کی حقدار ہے۔ آج مورخہ ۲۴/۹ سے میری یہ وصیت منظور فرمائی جائے۔
العبد عطاء اللہ خان ولد حسین بخش ساکن مالوکے تلے تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ۔
گواہ شد نذیر احمد ولد بڈھے خان ساکن مالوکے ضلع سیالکوٹ۔ گواہ شد آفتاب احمد
بقلم خود موصی پسر موصی ساکن مالوکے تلے تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ +

مثل نمبر ۱۸۵۶۴ میں ایم غلام محمد ولد حافظ احمد الدین قوم ... پیشہ
ٹیلرنگ ماسٹر عمر ۳۶ سال پیدائشی احمدی ساکن سرگودھا صوبہ مغربی پاکستان
بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱/۹/۶۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری
جائداد حسب ذیل ہے (۱) میرا ایک مکان نمبر ۵۰۵-۴۹/۳۲ بلاک سرگودھا میں ہے اسکی قیمت
اندازاً ۶۰۰۰/- روپیہ ہے (۲) ایک دکان بلاک ۱۸ سرگودھا میں ہے جس کی قیمت
اندازاً ۱۵۰۰/- روپیہ ہے (۳) ایک مکان محلہ دارالرحمت غربی ربوہ رقبہ ایک کنال
قیمت اندازاً ۵۰۰۰/- روپیہ ہے جسکی کل قیمت اندازاً ۱۲۵۰۰/- روپیہ ہے۔ میں
اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں

اگر میں اسکے بعد کوئی اور جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر جسقدر ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی لیکن میرا گزارہ اس جائداد کی آمد سے نہیں ہے بلکہ بذریعہ کاروبار مسلم ٹیلرنگ ہاؤس مجھے -/۱۰۰ روپیہ ماہوار آمد ہوجاتی ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا۔ میری یہ وصیت ۱۱/۶۶ تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد غلام محمد سرگودھا شہر۔ گواہ شد حافظ مسعود احمد ولد ... میڈیکل سروس سرگودھا شہر بلاک ۲ نائب امیر ضلع سرگودھا۔ گواہ شد محمود احمد متعلم ... بلاک ۱۲ سرگودھا۔

مثل نمبر **۱۸۵۶۵** میں سید محمود احمد ولد سید علی بخش قوم سید ... پیشہ ملازمت عمر چھیالیس سال پیدائشی احمدی ساکن کوئٹہ صوبہ بلوچستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ دو دسمبر ۱۹۶۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اسوقت میری کوئی جائداد نہیں ہے میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو کہ تقریباً -/۲۸۲ روپے ہے میں تازیست اپنی آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ میں داخل کرتا رہونگا۔ اگر اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر جس قدر جائداد ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ربوہ ہوگی۔ العبد سید محمود احمد سید کلرک ایریگیشن آفس کوئٹہ۔ گواہ شد محمد لیس سیکرٹری تحریک جدید جماعت احمدیہ کوئٹہ۔ گواہ شد خلیفہ عبدالرحمن قاضی جماعت احمدیہ کوئٹہ۔

مثل نمبر **۱۸۵۶۷** میں فضل کریم ولد محمد اسمٰعیل مرحوم قوم بھٹی پیشہ باربری عمر ۴۴ سال بیعت ۱۹۰۵ء ساکن حبیب کالونی ڈاکخانہ رحیم یار خان ضلع رحیم یار خان صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۳۰ ۷/۶۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ حبیب کالونی رحیم یار خان میں آٹھ مرلہ زمین خرید کر اسپر تین کمرے کچے رہائشی بنائے ہوئے ہیں۔ زمین اور کمروں کی کل قیمت موجودہ ریٹ کے مطابق دو ہزار روپے ہے میں اس جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ میں اسکے علاوہ باربری کا کام کرتا ہوں جس سے مجھے اندازاً ساٹھ روپیہ ماہوار آمدن ہوجاتی ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان کرتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جسقدر ترکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان ہوگی۔ میری یہ وصیت ۳۰ جولائی ۱۹۶۶ء (تاریخ تحریر وصیت) سے نافذ کی جائے۔ العبد فضل کریم بقلم خود۔ گواہ شد محمد اشرف نائب شاہد قائم مقام امیر جماعت احمدیہ ضلع رحیم یار خان۔ گواہ شد نذیر احمد ولد چوہدری نور محمد نائب امیر ضلع رحیم یار خان۔

مثل نمبر **۱۸۵۶۹** میں اکبر حمید ولد محمد رمضان قوم آرائیں پیشہ ملازمت عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی ساکن جھنڈی پور ڈاکخانہ کلاسوالہ ضلع سیالکوٹ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۰ ۸/۶۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت کوئی منقولہ اور غیر منقولہ جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت -/۱۵۰ روپیہ ماہوار ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا۔ اسکے بعد اگر کوئی جائداد پیدا کروں یا بوقت وفات میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت آج سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد اکبر حمید سکنہ جھنڈی پور ڈاکخانہ کلاسوالہ تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ۔ گواہ شد محمد رمضان سکنہ جھنڈی پور گواہ شد حمید اشرف ثناء اللہ سکنہ جھنڈی پور موصی نمبر ۹۳۲۱۔

مثل نمبر **۱۸۵۷۱** میں محمد عبداللہ ولد اکبر علی قوم کھوکھر پیشہ ملازمت عمر ۲۵ سال پیدائشی احمدی ساکن داتہ زیدکا ڈاکخانہ گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۳۰ اپریل ۱۹۶۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں۔ میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت -/۴۰ روپے ماہوار ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا۔ اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر جسقدر متروکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری وصیت آج ۳۰ اپریل ۱۹۶۶ء سے منظور فرمائی جائے۔ العبد محمد عبداللہ ولد اکبر علی حال مقیم مسکین پورہ ڈاکخانہ مغلپورہ لاہور۔ گواہ شد غلام محمد پریزیڈنٹ وصیت نمبر ۱۱۰۷۲ سیکرٹری مال گنج مغلپورہ۔ گواہ شد غلام رسول وصیت نمبر ۱۴۲۴۴ صدر حلقہ گنج مغلپورہ۔

مثل نمبر **۱۸۵۷۲** میں مبارک احمد بھٹی ولد محمد علی بھٹی قوم بھٹی پیشہ تعلیم عمر ۱۹ سال پیدائشی احمدی ساکن ہوسٹل جامعہ احمدیہ ربوہ ڈاکخانہ ربوہ ضلع جھنگ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۲ اکتوبر ۱۹۶۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اسوقت کوئی نہیں۔ میرا گزارہ ماہوار جیب خرچ پر ہے جو اسوقت دس روپے ہے میں تازیست ماہوار جیب خرچ اور آمد کا جو بھی ہوگا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جسقدر متروکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔

[illegible]

محمد اعظم اکسیر زعیم ہوسٹل جامعہ احمدیہ ۔

مثل ۱۸۵۷۴ میں محمد الدین ناز ولد احمد دین قوم مغل پیشہ طالبعلم عمر ۲۲ سال پیدائشی احمدی ساکن ہوسٹل جامعہ احمدیہ ربوہ ضلع جھنگ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۲ اکتوبر ۱۹۶۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اسوقت کوئی نہیں۔ میرا گزارہ ماہوار جیب خرچ ہے جو اسوقت -/۲۰ روپے ہے میں تازیست ماہوار جیب خرچ اور آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت آج مورخہ ۱۴ نومبر ۱۹۶۶ء سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد محمد الدین ناز ۱۴ نومبر ۱۹۶۶ء۔ گواہ شد مبارک احمد طبی ہوسٹل جامعہ احمدیہ ربوہ گواہ شد محمد اعظم اکسیر زعیم ہوسٹل جامعہ احمدیہ۔

مثل ۱۸۵۷۵ میں فضل کریم ولد شیخ فتح محمد قوم شیخ (وہرہ) پیشہ تجارت عمر ۶۰ سال بیعت ۱۹۴۴ء ساکن چنیوٹ حال ربوہ ڈاکخانہ ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۰ اکتوبر ۱۹۶۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت کوئی جائداد نہیں سوائے محلہ "ب" میں ایک قطعہ زمین کے جو دس مرلہ کا ہے۔ اسکے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں قیمت آجکل کے لحاظ سے متصور ہوگی۔ میں بوڑھا ہوں اور کوئی کام نہیں کرتا۔ میرے بچے مجھے خرچ دیتے ہیں جو سارے گھر کیلئے قریباً سو روپے بنتے ہیں۔ میرے حصہ میں -/۲۵ روپے ماہوار آتے ہیں۔ اس پر حصہ آمد دسواں حصہ ۵۰-۲ روپے ہر ماہ ادا کرتا رہا کرونگا انشاء اللہ تعالیٰ! اور اگر آئندہ کوئی آمد ہوئی تو اسکی اطلاع سیکرٹری صاحب مجلس کارپرداز کو کرتا رہونگا اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ اگر میرے مرنے کے بعد میری کوئی اور جائداد ثابت ہو تو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اور یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ براہ کرم میری یہ وصیت تاریخ تحریر یعنی ۱۰ اکتوبر ۱۹۶۶ء سے منظور فرمائی جائے۔ العبد فضل کریم ولد شیخ فتح محمد خانیوالی حال دار الصدر غربی الف ربوہ۔ گواہ شد محمد حسین ولد چوہدری فضل دین مرحوم محلہ دار الصدر غربی الف ربوہ۔ گواہ شد محمد سلیم احمد دار الصدر غربی الف ربوہ۔

مثل ۱۸۵۷۶ میں میاں فقیر محمد ولد محترم الف دین صاحب مرحوم قوم گوجر [illegible] عمر ۷۰ سال بیعت ۱۹۳۴ء ساکن دھاچیاں ڈاکخانہ [illegible] تحصیل کوٹلی [illegible]

[illegible] ہوں۔ میری موجودہ جائداد اسوقت حسب ذیل ہے (اوّل) میرے پاس اسوقت پانچ کنال زرعی بارانی زمین ہے (دوم) میرے پاس ایک اپنا کچا مکان ہے جسکی مالیت اندازاً -/۲۰۰ روپے ہے اسکے علاوہ میری منقولہ یا غیر منقولہ اور کوئی جائداد نہیں ہے اور نہ ہی کوئی ذریعہ آمد ہے۔ میں اپنی اس جائداد اور زمین کی آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں یا کوئی اور ذریعہ آمد پیدا ہو جائے تو اسکی اطلاع بھی مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات کے وقت میرا جو ترکہ ثابت ہوگا اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت آج کی تاریخ سے منظور فرمائی جائے۔ العبد نشان انگوٹھا میاں فقیر محمد۔ گواہ شد عبدالرشید ارشد شاہد مربی سلسلہ احمدیہ آزاد کشمیر۔ گواہ شد عبدالسلام قائد خدام الاحمدیہ دھاچیاں۔

مثل ۱۸۵۷۷ میں محمود احمد طاہر ولد چوہدری مولا بخش صاحب قوم جٹ پیشہ ملازمت عمر ۲۴ سال پیدائشی احمدی ساکن تھابہ بولاخان ڈاکخانہ خاص ضلع دادو براستہ کوٹری صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ ۲۸ ۹/۶۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت کوئی جائداد نہیں میں ملازمت کرتا ہوں جسکے ذریعہ مجھے ماہوار تنخواہ مبلغ -/۲۹۰ ملتی ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں داخل کرتا رہونگا۔ اگر اسکے بعد میں کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میری جسقدر جائداد ثابت ہوگی اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد ڈاکٹر محمود احمد طاہر۔ گواہ شد نعیم احمد وصیت ۱۰۹۱۶ جام شورو۔ گواہ شد غلام احمد فرخ مربی حیدرآباد۔

مثل ۱۸۵۸۰ میں محمد شریف ولد حسین بخش قوم جٹ پیشہ زمیندارہ عمر ۶۰ سال بیعت ۱۹۳۵ء ساکن چک ۱۹۴ ر ب لاٹھیانوالہ ڈاکخانہ کھرڑیانوالہ ضلع لائلپور صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۵ ۹/۶۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے جو میری ملکیت ہے (۱) میری زرعی اراضی ۱۲½ ایکڑ ہے جو کہ چک ۱۹۴ ر ب لاٹھیانوالہ ضلع لائلپور مغربی پاکستان میں ہے۔ مذکورہ اراضی میں سے الف ۷ ایکڑ زمین اچھی حالت میں ہے اسکی قیمت اسوقت -/۱۲۵۰۰ روپے ہے۔ ب ۵½ ایکڑ زمین سیم زدہ ہے اسکی موجودہ قیمت -/۲۰۰۰ روپے ہے اسکے علاوہ میری اور کوئی جائداد نہیں ہے۔ یہ جائداد میری واحد ملکیت ہے جسکی کل قیمت -/۱۴۵۰۰ روپے ہے میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اسکے بعد کوئی اور جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر جو ترکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ پاکستان

آمد ہو جاتی ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ
پاکستان ربوہ کرتا رہونگا۔ میری وصیت x/66 سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد محمد شریف ولد
چوہدری حسین بخش چک نمبر 19/ب لاٹھیانوالہ ضلع لائلپور۔ گواہ شد محمد صادق بٹ انسپکٹر
وصایا چک نمبر 194/ر.ب ضلع لائلپور۔ گواہ شد محمد علی بقلم خود ممبر یونین کونسل +

مثل نمبر 18584 میں محمود احمد ولد چوہدری حسین بخش صاحب قوم راجپوت عمر ۴۲ سال
پیدائشی احمدی ساکن شورکوٹ ڈاکخانہ خاص ضلع جھنگ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و
حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲ ماہ ستمبر 1966ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت
خاکسار کی کوئی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ نہیں۔ میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت
اندازاً یکصد روپیہ ماہوار ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل
خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان کرتا رہونگا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا
کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔
نیز میری وفات پر جسقدر ترکہ ثابت ہو اسکے 1/10 حصہ کی بھی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ
ہوگی۔ میری وصیت x/66 سے منظور فرمائی جاوے۔ العبد محمود احمد ولد چوہدری حسین بخش
صاحب شورکوٹ شہر ضلع جھنگ۔ گواہ شد محمد صادق بٹ انسپکٹر وصایا حال شورکوٹ
گواہ شد حکیم محمود احمد سیکرٹری اصلاح و ارشاد جماعت احمدیہ شورکوٹ شہر +

مثل نمبر 18585 میں بشیر احمد ولد چوہدری حسین بخش قوم راجپوت پیشہ ملازمت عمر
۳۰ سال پیدائشی احمدی ساکن شورکوٹ شہر ڈاکخانہ خاص ضلع جھنگ صوبہ مغربی پاکستان
بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۳ اکتوبر 1966ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں
میری جائداد اسوقت کوئی نہیں ہے میرا گزارہ ماہوار تنخواہ پر ہے جو اسوقت مبلغ -/۱۰۸ روپے
ماہوار ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان
ربوہ کرتا رہونگا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو
دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر جسقدر ترکہ ثابت ہو اسکے
1/10 حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری وصیت تاریخ تحریر
وصیت سے منظور فرمائی جاوے۔ العبد بشیر احمد ولد چوہدری حسین بخش سکنہ شورکوٹ شہر ضلع جھنگ
گواہ شد محمد صادق بٹ انسپکٹر وصایا حال شورکوٹ شہر۔ گواہ شد محمود احمد ولد
چوہدری حسین بخش قوم راجپوت سیکرٹری مال جماعت احمدیہ شورکوٹ ضلع جھنگ +

مثل نمبر 18587 محمد صدیق ولد حبیب اللہ صاحب قوم راجپوت پیشہ زرگری عمر ۲۵ سال
بیعت 1942ء ساکن پیر محل ڈاکخانہ خاص ضلع لائلپور صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و
حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ x/66 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد
حسب ذیل ہے (۱) ایک قطعہ زمین سکنی ۱۲ مرلے واقعہ محلہ دارالرحمت شرقی ربوہ رقبہ مرلے

قیمت اندازہ دو ہزار روپیہ ہے (اسمیں 1/2 حصہ کا میں مالک ہوں) میں اس جائداد کے 1/10 حصہ
وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں
تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری
وفات پر جو متروکہ ثابت ہو اسکے 1/10 حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی
(۲) اسکے علاوہ میں زرگری کرتا ہوں جس سے مجھے قریباً تیس روپے ماہوار آمد ہوتی ہے
میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان
ربوہ کرتا رہونگا۔ میری وصیت x/66 سے منظور فرمائی جائے۔ العبد محمد صدیق بقلم
گواہ شد محمد لطیف ولد حبیب اللہ زرگر پیر محل۔ گواہ شد محمد صادق بٹ انسپکٹر وصایا حال پیر محل

مثل نمبر 18588 میں مجیب الرحمن درد ولد مولوی عبدالرحیم صاحب درد
ایم اے پیشہ طالبعلمی عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی ساکن لاہور صوبہ مغربی پاکستان بقائمی
ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ یکم اکتوبر 1966ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں
میری اسوقت کوئی جائداد نہیں۔ تیس روپے میرا ماہوار جیب خرچ ہے میں تازیست اپنی
ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا
اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا
اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر جسقدر میرا متروکہ ثابت ہو اسکے 1/10
کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ
العبد مجیب الرحمن درد ۲ میکلوڈ روڈ لاہور۔ گواہ شد خواجہ محمد اکرم مرکزی سیکرٹری وصایا
جماعت احمدیہ لاہور۔ گواہ شد نور احمد خان مرکزی سیکرٹری مال لاہور +

مثل نمبر 18589 میں محمد حنیف ولد میاں فضل محمد صاحب قوم راجپوت بھٹی پیشہ حکمت
عمر ۳۰ سال بیعت 1936ء پیدائشی احمدی ساکن ربوہ ضلع جھنگ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس
بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۷ x/66 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد حسب ذیل ہے۔ ایک
مکان ربوہ محلہ دارالنصر غربی میں ہے جسکی بازاری قیمت تقریباً -/۲۰۰۰ روپیہ ہے یہ مکان
دو بھائی ایک بہن میں مشترک ہے میں اپنے حصہ کے 1/10 کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان
ربوہ کرتا ہوں۔ میرا گزارہ پریکٹس پر ہے جو تقریباً -/۱۲۵ روپے دو صد روپیہ ماہوار ہوتی ہے
میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ
کرتا رہونگا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا
اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جسقدر متروکہ ثابت ہو اسکے بھی 1/10 حصہ
کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ العبد ڈاکٹر محمد حنیف بھٹی ربوہ حال
نزیل بمقام باندھی ضلع نوابشاہ۔ گواہ شد محمد اسلم پریذیڈنٹ کریانہ مرچنٹ باندھی ضلع
نوابشاہ۔ گواہ شد سلطان احمد موصی نمبر 6776 انسپکٹر بیت المال ۲۴ x/66 +

مثل نمبر ـــــ میں نعیم الرحمن طارق ولد عبدالرحمن صاحب انور قوم پٹھان اعوان پیشہ ملازمت عمر ۲۳ سال پیدائشی احمدی ساکن ربوہ ضلع جھنگ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۵ $\frac{11}{66}$ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت -/۱۲۵ روپیہ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی $\frac{1}{10}$ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جسقدر متروکہ ثابت ہو اسکے $\frac{1}{10}$ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔ العبد نعیم الرحمن طارق ابن مولوی عبدالرحمن صاحب انور پرائیویٹ سیکرٹری ربوہ۔ گواہ شد عبدالرحمن انور ربوہ۔ گواہ شد محمد اکبر فضل شاہ مربی سلسلہ کرنی ضلع اعوان

مثل نمبر **۱۸۵۹۷** میں غلام باقی اکمل ولد مولوی گل محمد صاحب قوم اعوان پیشہ ملازمت عمر ۳۰ سال بیعت ۱۹۲۳ء ساکن پشاور ڈاکخانہ خاص صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۱ $\frac{8}{66}$ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد ہے جو اسوقت دو صد روپے ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی $\frac{1}{10}$ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جسقدر متروکہ ثابت ہو اسکے $\frac{1}{10}$ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ $\frac{9}{66}$ سے میری یہ وصیت منظور فرمائی جائے۔ العبد غلام باقی اکمل مکان ایس فضل شاہ بلڈنگ دلا زاک روڈ پشاور شہر۔ گواہ شد ثناء اللہ وصیت ۱۴۳۸۶ گواہ شد سید مبارک احمد سرور انسپکٹر وصایا حال پشاور ۲۱ $\frac{8}{66}$

مثل نمبر **۱۸۵۹۹** میں مشتاق احمد ولد محمد حسین قوم جٹ پیشہ ملازمت عمر ۲۳ سال پیدائشی احمدی ساکن پشاور یونیورسٹی ڈاکخانہ خاص صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۵ $\frac{9}{66}$ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت -/۱۹۰ روپے ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی $\frac{1}{10}$ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جسقدر متروکہ ثابت ہو اسکے $\frac{1}{10}$ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت $\frac{9}{66}$ سے منظور کی جائے۔ العبد مشتاق احمد ناز کھیل لیبارٹریز پی سی ایس آئی آر پشاور یونیورسٹی۔ گواہ شد بشیر احمد ناز کھیل لیبارٹریز پشاور یونیورسٹی۔ گواہ شد سید مبارک احمد سرور انسپکٹر وصایا پشاور یونیورسٹی ۱۵ $\frac{9}{66}$

مثل نمبر **۱۸۶۰۰** میں چوہدری بشیر احمد ولد چوہدری غلام رسول صاحب قوم جٹ پیشہ ملازمت عمر ۴۲ سال پیدائشی احمدی ساکن کوئٹہ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۹ $\frac{9}{66}$ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت مبلغ یکصد بیس روپیہ -/۱۲۰ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی $\frac{1}{10}$ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جسقدر متروکہ ثابت ہو اسکے $\frac{1}{10}$ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت یکم اکتوبر ۱۹۶۶ء سے نافذ کی جائے۔ العبد بشیر احمد چوہدری سب انسپکٹر واچ اینڈ وارڈ کوئٹہ۔ گواہ شد قاضی شریف الدین وصیت ۱۰۹۳۵ A-۳۵۲ ریلوے کالونی کوئٹہ۔ گواہ شد چوہدری حفیظ احمد موٹو اکبر افضل عمر دینیری مسجد احمدیہ کوئٹہ

مثل نمبر **۱۸۶۰۲** میں چوہدری محمد حسین ولد چوہدری علی محمد قوم جٹ پیشہ صنعتکاری عمر ۳۵ سال پیدائشی احمدی ساکن کوئٹہ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۲ اکتوبر ۱۹۶۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے جو کہ میری ملکیت ہے میں اسکے $\frac{1}{10}$ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بد حصہ جائداد داخل کردوں یا جائداد کا کوئی حصہ انجمن کے حوالہ کر کے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ جائداد وصیت کردہ سے منہا کر دیجائیگی۔ اگر اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں یا آمدنی کا کوئی اور ذریعہ پیدا ہوجائے تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے $\frac{1}{10}$ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ ایک عدد کچا مکان دیہاتی طرز جو کمرے پر مشتمل ہے اور اسکی قیمت قریباً آٹھ صد روپیہ -/۸۰۰ ہے اور زمین اس مکان کی میں نے گورنمنٹ سے تحصیل ہونے کیلئے لی ہوئی ہے اور زمین کا ماہوار کرایہ میں مبلغ -/۷ روپیہ ادا کرتا ہوں (۲) لیکن میرا گزارہ صرف اس جائداد پر نہیں بلکہ ماہوار آمد پر ہے جو کہ اسوقت مبلغ یکصد روپیہ ماہوار ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی $\frac{1}{10}$ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا۔ میری وصیت یکم نومبر ۱۹۶۶ء سے نافذ کی جائے۔ العبد محمد حسین مستری معرفت مسجد احمدیہ شارع فاطمہ جناح کوئٹہ۔ گواہ شد مرزا محمد صادق گورنمنٹ کنٹریکٹر قائم مقام پریذیڈنٹ حلقہ اسلام آباد کوئٹہ۔ گواہ شد اللہ دتہ ارائیں رامانند کوئٹہ

مثل نمبر **۱۸۶۰۴** میں عبدالمجید ولد محمد علی قوم ارائیں پیشہ زراعت عمر ۴۶ سال بیعت ۱۹۵۰ء ساکن احاطہ جھنگڑ چک نمبر ۵۴۶ ڈاکخانہ وادرین ضلع شیخوپورہ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۷ ستمبر ۱۹۶۳ء حسب ذیل

وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت کوئی جائداد نہیں۔ میرے والد محترم حیات ہیں اور
بفضلہ اراضی کے وہی مالک ہیں مگر میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو مجھے زمیندارہ کے
طور پر حاصل ہوتی ہے جو اسوقت کم و بیش ۱۰۰/- روپیہ ماہوار ہے میں اپنی ماہوار آمد جو
بھی ہوا کرے گی اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر
اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں یا بوقت وفات میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۹ حصہ
کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ العبد عبد المجید ولد محمد علی ساکن
احاطہ بنگلہ چک ۵۶۷ ڈاکخانہ وار برٹن ضلع شیخوپورہ۔ گواہ شد سید لعل شاہ امیر جماعت
آنبہ ضلع شیخوپورہ۔ گواہ شد سید سعید احمد ولد سید لعل شاہ صاحب منڈی وار برٹن +

مثل نمبر ۱۸۶۰۶ میں منور احمد بٹ ولد غلام صدیق صاحب بٹ قوم بٹ
کشمیری پیشہ ملازمت عمر ۳۱ سال پیدائشی احمدی ساکن حال نیروبی ضلع نیروبی صوبہ
کینیا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵ دسمبر ۱۹۶۲ء حسب ذیل وصیت
کرتا ہوں میری اسوقت کوئی جائداد نہیں۔ میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت
۱۷ صد شلنگ کے قریب ہے میں اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان
کرتا ہوں اور ماہ بماہ ادا کرتا رہونگا نیز یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ اگر بوقت
وفات میری کوئی جائداد ثابت ہو تو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ
پاکستان ہوگی۔ العبد منور احمد بٹ ۱۵/۱۲/۶۲۔ گواہ شد عبد الرحمن شاکر کارکن دفتر
وصیت ربوہ۔ گواہ شد شیخ مبارک احمد سابق رئیس التبلیغ مشرقی افریقہ +

مثل نمبر ۱۸۶۰۹ میں نور احمد ولد محمد صادق قوم راجپوت پیشہ ملازمت
عمر ۲۸ سال پیدائشی احمدی ساکن محمود آباد ڈاکخانہ کالا گجراں ضلع جہلم صوبہ مغربی پاکستان
بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵ اگست ۱۹۶۲ء حسب ذیل وصیت
کرتا ہوں۔ میرا گزارہ تنخواہ پر ہے جو ۱۲۵/- روپے ماہوار ہے۔ اسکے علاوہ ایک
مکان مالیتی مبلغ ایک ہزار روپیہ اور اراضی تعدادی ایک کنال مالیتی ۱۲۰۰/- روپے ہے
اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں میں تازیست
اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں داخل کرتا
رہونگا۔ اگر اسکے بعد میں کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا
اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میری جسقدر جائداد ثابت ہوگی اسکے
بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم
یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے
رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا
کر دی جائیگی میری یہ وصیت تاریخ منظوری وصیت سے نافذ فرمائی جاوے۔ العبد نور احمد
بقلم خود۔ گواہ شد منظور الحق ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ محمود آباد (جہلم) گواہ شد ملک
فضل داد خان بی اے۔ بی ایڈ سیکرٹری جماعت احمدیہ محمود آباد ضلع جہلم +

مثل نمبر ۱۸۶۱۰ میں محمد صادق ولد میاں محمد یوسف قوم بٹ پیشہ ملازمت عمر ۳۰ سال
پیدائشی احمدی ساکن احمد نگر ڈاکخانہ خاص ضلع جھنگ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس
بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۸/۶۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری منقولہ جائداد اسوقت
کوئی نہیں میری غیر منقولہ جائداد حسب ذیل ہے۔ ایک مکان واقع احمد نگر جسکی موجودہ بازاری
قیمت مبلغ ایک ہزار روپیہ ہوگی میں اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ
کرتا ہوں اسکے علاوہ میری اور کوئی جائداد نہیں۔ اگر اسکے بعد مزید جائداد پیدا کروں تو
اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی لیکن میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت نوے روپے ۹۰/-
ماہوار ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ
پاکستان ربوہ کرتا رہونگا۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ ہوگی۔ العبد محمد صادق
بٹ (فاضل اردو) ابن میاں محمد یوسف سکنہ احمد نگر ضلع جھنگ۔ گواہ شد محمد دین سیکرٹری
وصایا محلہ دارالصدر شرقی ربوہ۔ گواہ شد نور احمد عابد صدر جماعت احمدیہ احمد نگر +

مثل نمبر ۱۸۶۱۱ میں ممتاز احمد ہاشمی ولد آغا مشتاق احمد صاحب قوم قریشی پیشہ
ملازمت عمر ۴۶ سال بیعت دسمبر ۱۹۳۷ء ساکن محمد آباد اسٹیٹ ڈاکخانہ خاص ضلع تھرپارکر
صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۱/۸/۶۶ حسب ذیل وصیت کرتا
ہوں۔ میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت مبلغ ۱۱۰/- روپے
ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان
ربوہ کرتا رہونگا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز
کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جسقدر متروکہ
ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت
تاریخ منظوری وصیت سے نافذ کی جاوے۔ العبد ممتاز احمد ہاشمی ولد آغا مشتاق احمد
محمد آباد اسٹیٹ ضلع تھرپارکر۔ گواہ شد عنایت اللہ ولد عالم دین محمد آباد اسٹیٹ ضلع
تھرپارکر قائد خدام الاحمدیہ۔ گواہ شد محمد اکبر افضل شاہد مربی سلسلہ احمدیہ ضلع تھرپارکر

مثل نمبر ۱۸۶۱۲ میں میاں رفیق احمد ولد میاں گل محمد صاحب قوم گوندل پیشہ
تجارت عمر ۲۳ ۱/۲ سال پیدائشی احمدی ساکن کوٹ مومن ضلع سرگودہا صوبہ مغربی پاکستان
بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۷/۷/۶۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری
اسوقت مندرجہ ذیل جائداد و آمد ہے (۱) ایک کنال سکنی زمین واقع سیٹلائٹ ٹاؤن
سرگودہا قیمتی مبلغ تیرہ ہزار روپیہ ۱۳۰۰۰/- (۲) ایک عدد موٹر کار قیمتی مبلغ چار ہزار روپیہ ۴۰۰۰/-
(۳) اسکے علاوہ ماہوار آمدنی قریباً ۴۰۰/- روپے ہے۔ میں اس جائداد و ماہوار آمدنی
کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج
بتاریخ ۲۷/۷/۶۶ کرتا ہوں میں تازیست اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ

داخل کرتا رہونگا۔ اگر اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میری جسقدر جائداد ثابت ہوگی اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی۔ العبد رفیق احمد ولد میاں گل محمد بقلم خود۔ گواہ شد عبد الرزاق بقلم خود کالونی مصنوعات حسین آگاہی ملتان گواہ شد عبد الرؤف سیکرٹری وصایا ملتان +

مثل ۱۸۶۱۵ میں عبد الرحمن ولد مولوی عمر دین صاحب مرحوم قوم بٹ پیشہ دکاندار عمر ۶۳ سال پیدائشی احمدی ساکن شادیوال ڈاکخانہ خاص ضلع گجرات صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۴ ۱۲/۶۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے (۱) ایک عدد دکان پختہ واقع شادیوال ضلع گجرات جسکی موجودہ قیمت اندازاً مبلغ تین ہزار روپیہ ہے۔ اسکے علاوہ میری کوئی جائداد نہیں میں اپنی مذکورہ جائداد کے ۱/۸ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ نیز اگر اسکے بعد کوئی مزید جائداد پیدا کروں اسکی اطلاع مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ ربوہ کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی اگر میری وفات کے بعد میرا کوئی ترکہ ثابت ہو جائے تو اسکے بھی ۱/۸ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی (۲) میرا گزارہ دکان کی آمد پر ہے جو اندازاً سالانہ ۸۶۴/- آٹھ صد چونسٹھ روپے ہے میں اپنی سالانہ آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۸ حصہ ماہانہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری وصیت تاریخ تحریر وصیت سے منظور فرمائی جائے۔ العبد عبد الرحمن شادیوال ضلع گجرات گواہ شد محمد شفیع امیر جماعت شادیوال ضلع گجرات۔ گواہ شد محمد صادق بٹ انسپکٹر وصایا حال شادیوال

مثل ۱۸۶۲۱ میں عزیز احمد ولد میاں اللہ دتہ صاحب قوم گوجر پیشہ ملازمت عمر ۲۹ سال پیدائشی احمدی ساکن نور نگر فارم ڈاکخانہ محمد آباد اسٹیٹ ضلع تھرپارکر صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۱ ۸/۶۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میرا گزارہ اسوقت ماہوار آمد پر ہے جو کہ مبلغ ۱۰۵/- روپے ماہوار ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں داخل کرتا رہونگا۔ اگر اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں یا تنخواہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اضافہ ہو تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میرے مرنے کے بعد میری جسقدر جائداد ثابت ہوگی اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد بد وصیت خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی میری وصیت براہ کرم تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد عزیز احمد نور نگر فارم ڈاکخانہ محمد آباد اسٹیٹ [illegible]

ضلع تھرپارکر۔ گواہ شد محمد اکرم فانی سیکرٹری مال جماعت احمدیہ نور نگر فارم بوساطت ٹالپر ضلع تھرپارکر۔ گواہ شد محمد اکرم افضل شاہد ولد سراج دین مرحوم مربی سلسلہ احمدیہ وصیت ۱۵۲۶۶ ضلع تھرپارکر ۲۱ ۸/۶۶ +

مثل ۱۸۶۲۲ میں افضال احمد منیر ولد سردار محمد قوم جاٹ پیشہ طالب علم عمر ۲۲ سال پیدائشی احمدی ساکن ڈگری ڈاکخانہ ڈگری ضلع تھرپارکر صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۸ ۷/۶۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے مجھے بڑے بھائی کی طرف سے بطور جیب خرچ ۲۰/- روپے ماہانہ ملتا ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا۔ اگر اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری وصیت ۶/۶۶ سے منظور فرمائی جائے۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ العبد افضال احمد منیر کمرہ ۳۰ ابن خلدون ہاسٹل سندھ یونیورسٹی جام شورو (حیدرآباد) گواہ شد ملک محمود احمد سیکرٹری مال جماعت احمدیہ حیدرآباد۔ گواہ شد رحمت اللہ Rahmatullah امیر جماعت +

مثل ۱۸۶۲۳ میں حمید اللہ ولد فیض اللہ قوم شیخ پیشہ ملازمت عمر تیس سال پیدائشی احمدی ساکن حیدرآباد ڈاکخانہ خاص ضلع خاص صوبہ مغربی پاکستان۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۸ ۷/۶۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت ۱۲۵/- روپے ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا۔ اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت ۱۱/۶۶ سے منظور فرمائی جائے۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

العبد: حمید اللہ مکان نمبر ۴۵ F-۲۵ رام سٹریٹ حیدرآباد۔

گواہ شد ملک محمود احمد سیکرٹری مال جماعت احمدیہ حیدرآباد پاک۔

گواہ شد Rahmatullah رحمت اللہ امیر جماعت

۲ ۱۱/۶۶

حضرت خلیفة المسیح الثالث ایده الله تعالی کی بعض مصروفیات

←

مورخه ۲۳ نومبر ۶۶ء کو حضور ایدہاللہ تعالی بنصرہ العزیز مسجد النصرت حلقه دستگیر سوسائٹی کراچی کا سنگ بنیاد رکھ رہے ہیں۔

→

بنیاد رکھنے سے پہلے حضور نقشہ مسجد کے بارے میں مکرم چوہدری منور احمد صاحب صدر حلقه سے تفصیلات دریافت فرما رہے ہیں۔

←

عزیزم عطاء المجیب صاحب راشد کی تقریب شادی میں حضور ایدہاللہ بنصرہ کی بابرکت شمولیت (۲۰ جنوری ۶۷ء)